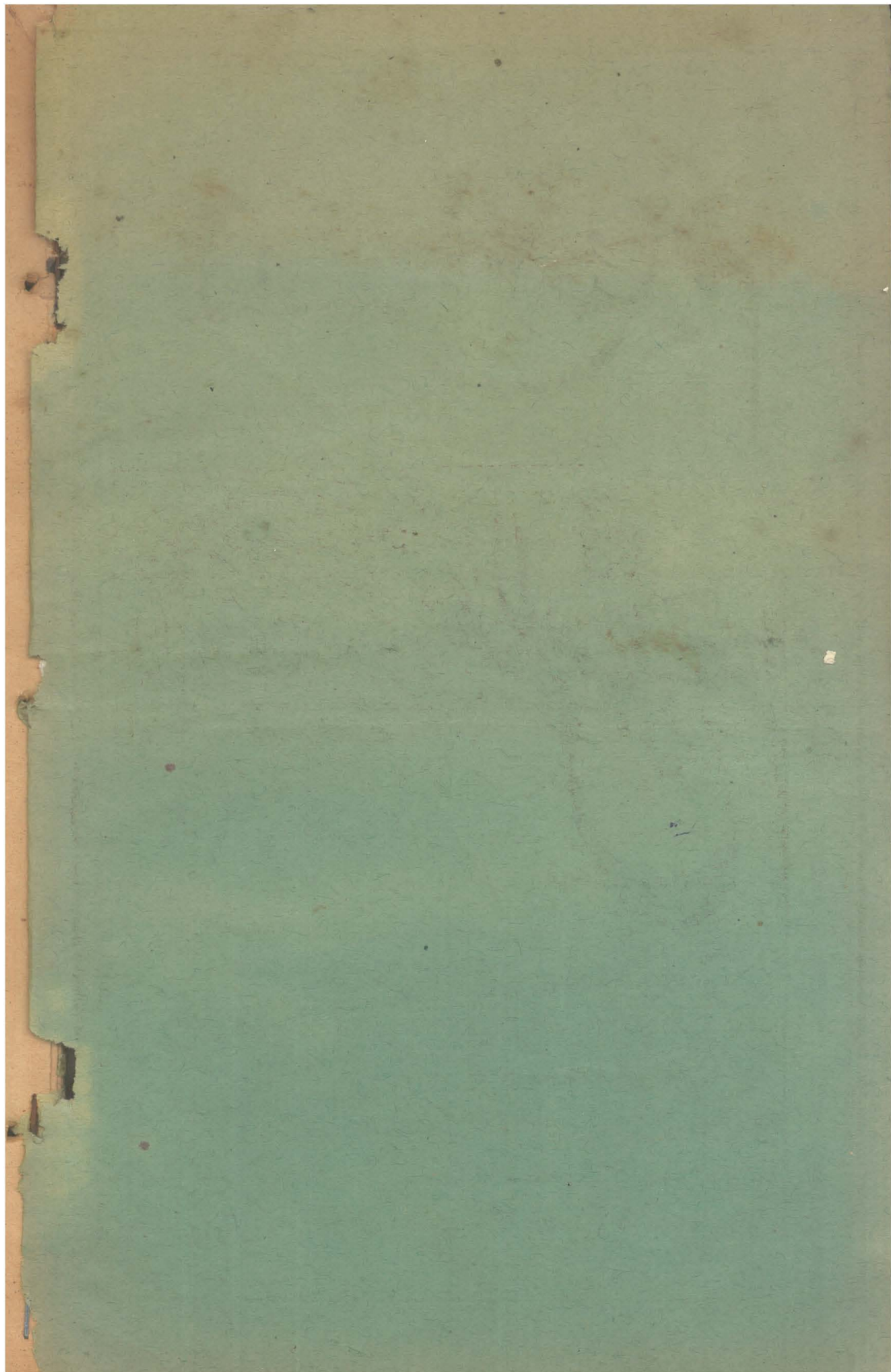


①





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
ماہنامہ

# شامس الاسلام

سالانہ چنڈہ، ایک روپیہ آٹھ آنے  
ملک برطانیہ، دو روپے،  
غیر ممالک سے، دو روپے آٹھ آنے

جلد ابابہ جنوری ۱۹۳۹ء مطابق ذیقعد ۱۳۵۷ھ نمبر

نمبر شمار	فہرست	مضامین	نمبر صفحہ
۱	سورۃ قیل کی تفسیر اور علامہ فرامی (تفہیم القرآن)	جناب مولانا محمد عالم صاحب آسی امرتسر	۲
۲	باب الحدیث	ر (ادارہ)	۴
۳	منفع (تاریخ و عبر)	جناب مولانا محمد حسین صاحب شوق پیلانی	۸
۴	اے سید کوئین	" " " " " " " "	۱۰
۵	اسلامی نظم	جناب مومن صاحب سرحدی	۱۲
۶	عرض حال	ر (ادارہ)	۱۶
۷	نگین سنی اور کلب علی شیعہ کی الہیہ ملاقات	جناب خاندانہ غلام احمد خان صاحب، نگین سنگو،	۲۰
۸	کشف التلبیس جلد دوم (سلسلہ اشاعت گذشتہ)	حضرت مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب، گیا،	۴۵ تا ۴۸

اس جگہ سرخ پمپل کے نشان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چنڈہ تم ہو چکا ہے، براہ کرم سالانہ چنڈہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیے۔

نیچسٹر



# سورہ فیل کی تفسیر علامہ فرہادی

(الحمد لله وحده والصلاة على من لا نبي بعده)

سلسلہ اشاعت گزشتہ

۱۱۔ ص ۹۱ تک جناب نے بیان کیا ہے کہ مشہور روایت سات غلط فہمیوں پر مبنی ہے۔ پہلے پڑھا کہ تیر کے مخاطب حضور علیہ السلام کو سمجھ لیا گیا تھا۔ اسلئے تو میہم کا خطاب حضور سے صحیح نہ تھا۔ لہذا مجبوراً اس کا فاعل طیار کو بنا لیا گیا حالانکہ توحی کا خطاب قوم قریش کو تھا جو اس وقت سنگباری کر رہی تھی۔ دوم یہ کہ لوگ اچھنجے کی کہانی کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اسلئے پزندوں کی سنگباری پر یقین کر لیا گیا۔ مگر چونکہ ہجرات اسباب عادیہ کے تحت ظہور پذیر ہوئے ہیں پزندوں کو یہ معجزہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ سوم یہ کہ جب ذکر و اتعویں پزندوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ اسلئے چند راویوں کو یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ راحی پزندوں کی طرف سے تھی حالانکہ قریش کی راحی کے پردہ میں دست غیب کی رمی ظاہر ہوئی تھی۔ چہاں یہ کہ مفسرین نے عام روایت کو بغیر تحقیق کے قبول کر لیا ہے۔ ختم یہ کہ قریش کے متعلق یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ مدافعت کے لئے نہیں نکلے تھے۔ اس لئے پزندوں نے راحی کی تھی۔ ششم یہ کہ تو میہم کا لفظ طیار کے ساتھ متصل ہو کر بیان ہوا ہے اسلئے وہ ہم پیا ہو گیا۔ کہ اس کا فاعل پزند ہیں۔ حالانکہ تامل اور غور سے یہ خیال کا فور ہو سکتا ہے مفہم یہ کہ توحی کا خطاب قریش کی طرف ناممکن تصور کیا گیا تھا۔ حالانکہ توحی خطاب پشت در پشت ووز تک چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں عہد رسالت کے یہودیوں کو ان امور کا خطاب کیا گیا ہے جو ان کے پرانے آباؤ اجداد سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب نے ان اسباب کے درمیان جملہ حالیہ کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ وہ فاعل اور مفعول کے بغیر مجرور سے بھی ذکر کیا جاسکتا ہے۔ اور اس پر کئی ایک روایات و اشعار سے استشہاد پیش کئے ہیں تاکہ ثابت ہو جائے کہ راجح کی ضمیر مجرور ذوالحال ہے اور توحی میہم اسی کا جملہ حالیہ ہے شاید ایک وجہ یہ بھی غلط فہمی کی ہو۔ مگر صراحتہ مذکور نہیں ہے۔ اسکے بعد توحی میہم کے متعلق کہتا ہے کہ اصل میں کنت توحی میہم تھا۔ جو ماضی بعید استمراری کا مفہوم ہے۔ اس پر بھی قرآنی شہادتیں پیش کی ہیں۔ اور شاید یہ وجہ بھی غلط فہمی کی ہو۔ مگر آپ اس کو بھی چھوڑ گئے ہیں۔ نہیں تو غلط فہمیوں کے اسباب تو ناک پہنچ سکتے ہیں۔

**جواب** یہ جناب کی صرف بظنی ہے کہ اسلاف مفسرین ان امور پر شک و دہ کی صحیح تصویر ان کے سامنے نہ تھی۔ کیونکہ کتب نحو حال ذوالحال کی بحث مکمل طور پر موجود ہے جس میں یہ مسئلہ مفصل مذکور ہو چکا ہے کہ اما فاعل اور مفعول بہ ذوالحال ہونے کے لئے مخصوص ہے یا کسی مجرور وغیرہ سے بھی حال استدمال ہو سکتا ہے؛ اور ماضی استمراری سے کان کا حذف بھی سب کو مسلم ہے جبکہ حکایت حال ماضیہ کے لفظ سے تعبیر کیا کرتے ہیں مگر توحی کا لفظ راجح کی ضمیر سے حال مقرر کرنا اتنے

کی تا  
نیلط

تخلیہ  
کے  
تخلیہ

فاصلہ کے ساتھ ایسا ہے کہ جسکی نظیر آپ بیان نہیں کر سکتے۔ اور باقی غلط فہمیوں کے اسباب صرف اپنے دہم سے گھڑ لئے گئے ہیں۔ ورنہ صحیح روایت کا ماخذ یہ اشیاء نہیں۔ بلکہ اسکے ماخذ اور میں۔ جبکہ ہم بفضلہ تعالیٰ اخیر میں بیان کر چکے، مگر چونکہ جناب کی نظر میں اہل سنت سات غلطیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ اسلئے ہمارے خیال میں آپ تجہیل اسلاف، اور توہین اہل علم کے مرتکب ہیں معلوم نہیں کہ جناب نے اپنی تفسیر میں اس تجہیل و توہین کے ترنگ میں کس کس جگہ کیا کیا گل کھلائے ہونگے۔ اور ہمارا یہ خیال آج کل مفسرین کے طرز بیان پڑتی ہے۔ کیونکہ جب تک اسلاف کی تجہیل نہ کریں۔ انکے کلام میں برجستگی پیدا ہی نہیں ہوتی۔

(۱۳) ۱۹۱۹ء تک یہ مضمون ہے کہ سنگسار کرنا لعنت ہے بدریں حضور علیہ السلام نے مدنی کے بعد فرمایا تھا کہ شاذۃ الوجہ تیر لعنت بر سے قلعہ اللہ و صحبائے اور بنی جھوٹا یعنی بھی اسی قسم کے محاورے ہیں۔ اس کے بعد جناب نے بائبل سے ذکر کیا ہے کہ حضرت داؤد پر مخالفین نے مٹی پھینک کر لعنت کی تھی (دیکھو مٹول بٹ) مروج قیظی اندھے منافق نے بھی مسلمانوں پر مٹی اڑا کر لعنت کی تھی۔ جب کہ وہ بدر کو جارہے تھے۔ تو رات میں رجم کی سزا پڑے گناہوں کے لئے مقرر ہے قوم لو کہ بھی رجم کی سزا دی گئی۔ علیہذا القیاس اصحاب فیل بھی رجم اور ملعون ہوئے۔ کیونکہ بیت السد کی سحری کرنے کو آئے تھے۔ بدر میں کفار اس لئے لعنتی ہوئے کہ وہ مسلمانوں کو مسیحی حرام سے روکتے تھے۔ شیطان رجم اسلئے ہوا کہ خدا کا نافرمان تھا مدحی حمزہ اسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شیطان کو مدحی کر رہے ہیں۔

**جواب** یہ سب کچھ صحیح ہے مگر زیر بحث یہ ہے کہ آیا اصحاب فیل پر قریش کے ہاتھوں سے لعنت برسی تھی یا پرندوں کے ہاتھ سے؟ اس کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا۔ کیونکہ خدا کی لعنت پرندوں کے ہاتھ سے ہی برس سکتی ہے۔ اس امر کا کوئی مانع موجود نہیں ہے خصوصاً جبکہ یہ خیال کر لیا جاسکتا ہے کہ قریش پر قوم قریش کے ہاتھ سے حضرت لوط علیہ السلام جیسے معجزہ کا اسکان ہوا ہے۔

(۱۴) ۱۹۱۹ء تک مدحی حمزہ کو واقعہ فیل کی یادگار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت غلط ہے کہ حضرت ابراہیم کا بیٹا بھانگ بھانگ کھانا کھا۔ تو آپ نے اس کو سات کنکریاں ماری تھیں اور مدحی حمزہ اس کی یادگار ہے، کیونکہ تورات میں مذکور ہے کہ وہ میٹھا ماحجراتوں میں بند ہوا تھا۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ وہ ببول سے بند ہوا تھا۔ ایک غلط روایت یہ بھی ہے کہ حضرت آدم نے المہیں کو سات کنکریاں ماری تھیں۔ اگر یوں توہنا تو جالبیت میں فیصل جاری ہوتا۔ مگر اس کا ثبوت نہیں ملتا اس لئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ واقعہ فیل کی یادگار ہے۔ کیونکہ انہی مقامات پر ان پر سنگباری ہوئی تھی محض اسی مقام کا نام بحر کہ جس میں مدحی حمزہ کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں کنکریاں بہت ہیں۔ فیصل شریک واقعہ شاعر کہتا ہے کہ

لَدَى جَنْبِ الْحَصْبِ مَا دَأَيْنَا

رَدِيْنَةً اَوْ رَابِيَةً وَاِنْ تَزِيْه

اس سے معلوم ہوا کہ ان کی ہلاکت کی جگہ مدحی کے مقام کے قریب تھی یعنی وادی محسّران کے عذاب کی جگہ تھی اسلئے





تو کوئی وجہ نہیں کہ ابرہہ کی سنگباری سنت قرار دی جاتی۔ بلکہ فطرت کا تقاضا ذیہ تھا۔ کہ ایام جاہلیت میں واقعہ فیل کے بعد ابرہہ کے ماضی کا مجسمہ کھڑا کیا جانا چاہیے۔ ابرہہ سوار کھائی دینا۔ کیونکہ زمانہ حال کی طرح اس وقت بھی مجسمہ سازی کے مزاحم کوئی مذہب نہ تھا۔ (۷) تیرہ سو سال تک کسی حاجی کے دل میں بھول کر بھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ رمی حجر حبش ابرہہ کی یادگار ہے۔ ہاں اگر جناب کا خاص حکم ہے تو مناسب یہ تھا کہ اس افسانہ سازی سے پہلے کہ صفحہ چڑھ کر یہ اعلان کیا جاتا۔ کہ آج سے رمی حجرہ کرتے وقت یہ خیال کر لیا جائے۔ کہ ابرہہ کی فوج پر سنگباری کر رہے ہیں۔ ہماری سچی میں نہیں آتا کہ جس امر کی شہادت عہد رس سے لے کر آج تک انہیں ملتی اسے قرآن کا حکم بلکہ ایک اسلامی دستور العمل قرار دیا جا رہا ہے۔ اس کی مثال تو یوں ہوئی کہ بہت دہکاکر تھے کہ سیت الدین رسول علیہ السلام کا بت ذن ہے جسکی عبادت معاذ اللہ وہ خود کیا کرتے تھے مسلمان اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔ قیامت سے پہلے ایک دفعہ کعبہ کی بنیاد اٹھڑی جائیگی۔ نوہ بت نمودار ہو جائے گا۔ اور مسلمان تب سمجھیں گے کہ بت پرستی کا مذہب درست ہے۔ تو پھر منہ بھی حج کرنے جایا کر نیگے (۸) رمی حجرہ کا مفہوم آج تک کنکری پھینکنا قرار دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کنکری کے ساتھ کسی کو نشانہ کرنا۔ اور جناب کے نزدیک اس کا معنی ہوا حجرہ کو مارنا لیکن کس چیز سے اس کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ ہاں اگر یہ لفظ رمی الحجزہ بالجحارۃ ہوتا۔ تو پھر بھی کوئی بات تھی (۹) محاورہ عرب میں حجرہ خود مختار قبیلہ ہوتا ہے۔ جو کسی کے ماتحت یا کسی کے دست نگہ نہ ہو۔ تو حبش ابرہہ کو حجرہ کیوں تصور کر لیا گیا۔ حالانکہ وہ حبشہ کے ماتحت تھا۔ اور وہ ایک قوم بھی نہ تھا۔ بلکہ مختلف اقوام کے آدمی تھے جو حبش کو حجرہ کا مصداق ٹھہرانا غلط ہوگا (۱۰) جناب کے خود اشارہ پیش کردہ بتا رہے ہیں کہ اس وقت صرف تین قبائل (نمیر۔ عس۔ اور ضبہ) حجرہ تھے حبش ابرہہ نہ کوئی خاص قبیلہ تھا۔ اور نہ وہ حجرہ کہلاتا تھا۔ اور آپ کا تیرہ سو سال بعد یہ خطاب عطا کرنا مبسود ہوگا۔ (۱۱) ہنر اس جناب نے تسلیم کیا ہے کہ رمی حجرہ غلط روایات کا نتیجہ ہے تو اب اپنی صحیح روایت پر مملد آمد کی تاریخ کس خیالی حج سے پیش کر نیگے (۱۲) تو مجسمہ بھجارتہ میں اگر خطاب قریش کو ہوتا۔ تو عبارت یوں ہوتی تو مجسمہ بالجحارۃ کیونکہ وہ مجسمہ میں کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے تھے۔ اور آج تک بھی کنکریاں ہی ماری جاتی ہیں حجارۃ یعنی بڑے بڑے پتھر نہیں مارے جاتے۔ قریش کی بھجارتہ کی بنیاد بھی کنکریوں پر ہی تھی (۱۳) بے شک رائے عامہ کی بنا پر حجارۃ سے مراد کنکریاں لیکن مگر رمی بالجحارۃ سے مراد رمی بالجحارۃ تسلیم کی جاسکتی ہے لیکن رمی بالجحارۃ کو دینی بالجحارۃ تسلیم نہیں کیا گیا (۱۴) تو مجسمہ بھجارتہ میں حجارۃ کو آواز کا پیش کیا ہے مگر آپ کی رمی حجرہ میں حجارۃ کو فاعول بہ مانا پڑتا ہے جس پر کہ رمی کی انتہا ہو۔ تو آپ کی تحقیق قرآن مجید کے خلاف ہوگی۔ (۱۵) جناب کے نزدیک جائز ہوگا کہ رمی حجرہ میں بڑے بڑے پتھر استعمال کئے جائیں۔ یا تیر اندازی سے یہ فرض ادا کیا جائے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک بھجارتہ سے مراد حجارۃ ہے اور حجارۃ حجرہ کا ہم معنی ہو کر قبیلہ کا مفہوم بتا رہا ہے تو معنی آیت یوں ہوا کہ آے قریش تم حجارۃ یعنی حجرہ یعنی حبش ابرہہ کو مار رہے مگر کس سے؟ اسٹ پتھر سے یا تیوں سے؟ سب کا احتمال ہے (۱۶) کیا ہی اچھا ہونا کہ قرآن مجید کی یوں عبارت ہوتی کہ تو رمی حجارۃ یا یوں ہوتی کہ تو رمی الحجراتہ بالجحارۃ بلکہ اصحاب الفیل کی جگہ ہی اگر

رمی  
ہوتیرمی  
مفسررمی  
ہا

یوں عبات ہوتی کہ المہ تزکیف فعل دلب مجھوۃ الفیل توجب ہوتا ۱۳۲) آپ کے داحتات پیشکودہ کی رو سے وادی محسر میں رمی حجرہ ہونی چاہئے تھی۔ کیونکہ نفیل کے شعر سے آپ نے محصب کے نزدیک مقام رمی حجرہ کیلئے انتخاب کیا ہے (۱۳۲) آپ نے تصویر پیش کی ہے۔ کہ وادی محسر میں ان کی ہلاکت ہوئی۔ اور محصب میں ان کے مقتدرۃ الجیش سنگباری کا شکار ہو رہا تھا۔ پھوڑوں گھٹنہ دکھے آنکھ۔ مارکھائے مقتدرۃ الجیش اور وہ بھی محصب میں۔ اور ہلاک ہوں لشکر کی باقی صفیں دادئے محسر میں شاید مقتدرۃ الجیش بدل بدل کر سنگباری کا شکار ہوتے ہو گئے۔ اور وادی محسر میں آکر مرتے ہو گئے۔ تاکہ سنگباری کے لئے قریش کو مردوں کی لاشیں مزاحم نہوں سنگباری کیا ہوئی۔ چپک کا ٹیکہ ٹھہرا۔ کہ ایک اسٹیشن پر لگوانا۔ اور اپنے قیامگاہ میں جا کر لیٹ گئے۔ (۱۵۰) تین دن کا تصویر پیش کیا ہے کہ قریش مقتدرۃ الجیش پر ٹکرائیں مارتے رہے آخر سب فنا ہو گئے۔ مگر قریش کا ایک آدمی بھی نہ مرا اور نہ ابرہہ کے مشیار باقی کام آئے اور نہ اسلحہ۔ قدرت نے ان کو روک دیا تھا۔ نہ تیر اندازی کر سکتے تھے۔ نہ نیزہ اور تلوار سے مجرہ کا قریش پر حملہ آور ہو سکتے تھے۔ اور قریش نے ان کو چوٹی سمجھ کر کھا تھا۔ مکہ کوئی دور نہ تھا۔ مگر تین روز تک ان کو یہ ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ کہ گھر سے شمشیر و سپر اور نیزہ و جوشن لیکر گھوڑ سوار ہو کر پیش آتے۔ ہاں شاید اس لئے مسلح ہوئے کہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔ مگر احرام میں تو سپو سمجھ کر کبھی ہلاک کرنے کا حکم نہیں تو ساٹھ ہزار آدمی کو کیسے تباہ کر دیا مگر یہ تسلیم ہے کہ موزی جانور حملہ آور نہ ہو۔ تو اس کا ہلاک کر دینا جائز ہوتا ہے۔ تو پھر قریش اسلحہ بھی کام میں لا سکتے تھے۔ شاید انکی نظروں میں وہ چوہے نظر آتے تھے۔ جن کی ہلاکت کے لئے نہ شمشیر و ستان کی ضرورت تھی۔ اور نہ طبل و علم کی احتیاج صرف چھوٹی کنڈیاں کافی تھیں۔ تو ان کی اعباد نما نکل کر یں سے تمام چوہے مر گئے جن کو پرندوں نے اٹھا کر کھا لیا تھا۔ یہیں حیرت ہے کہ پرندوں کی سنگباری کو ناممکن تصور کرنے والا ایک بڑا محقق یہ نظارہ کیسے پیش کر سکتا ہے کہ جبیر کل کا بچہ بھی یقین نہیں کر سکتا۔ آریہ یا عسیائی دیکھ لینگے تو یقینی ادا لینگے کہ خباب کو چھٹی کا دودھ یاد آجائیکا (۱۶) قرصید حج ادا کرنے کا فلسفہ جنگی نقل و حرکت قرار دینا اگر منظور ہوتا۔ تو جنگ بدر اعداد احزاب اور فتح مکہ کی یادگار یں تمام مشاعر کے اندر تیغ و ستان اور تیر اندازی کے منظر دکھائے جاتے اور مصنوعی کشت و خون کی وہ بھیاک تصویر پیش کی جاتی۔ کہ جسے دیکھ کر انگلستان کی پرانی مصنوعی لڑائیوں کی تصویر بھی مات پڑ جاتی جس میں بڑے بڑے روسائے قوم اپنے غلاموں کو زیر دست و تکبیل کو مصنوعی میدان جنگ میں لڑوا کر تباہ کر دیا کرتے تھے صرف واقعہ فیل کی یادگار اور وہ بھی رمی حجرہ کی صورت میں کافی نہ تھی۔ (۱۷) البسنت کے نزدیک تمام عبادات صرف اس لئے ادا کئے جاتے ہیں۔ کہ خدا اور رسول کا حکم ہے۔ یا اس لئے ان کی ادائیگی اپنے ذمہ لی جاتی ہے کہ حضور علیہ السلام یا خلفائے راشدین کا طرز عمل تھا گو ایسی عبادات کی بنیاد کسی واقعہ پر ہو۔ مگر یہیں صرف خدا اور رسول کی فرمانبرداری پیش نظر ہے۔ واقعات کی اہمیت پیش نظر نہیں ہوتی

یہ کی ہلاکت کا مقام

یہ ہزار کا لکھنے سے مقابلہ

حج کا فلسفہ

بل نہایت کا

رحمن حضرات کی میعاد خریداری اس رسالہ کے ساتھ ختم ہو رہی ہے وہ حضرات پہلے صفحہ کی نیچے سرخ نشان ملاحظہ فرمائیں



# بَابُ الْحَدِيثِ

(آداب مجلس)

(۱) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو ایک خزانے کی خبر دی گئی۔ من کو جانے میں دیر ہو گئی۔ لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے جب لوگوں نے ان کو اتارے ہوئے دیکھا ان کی طرف بڑھے۔ اور اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تاکہ وہ ان کی جگہ بیٹھ جاویں انہوں نے اس سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کشادہ مجلس سب سے بہتر ہے۔ اور وہاں سے ہٹ کر فراخ جگہ میں بیٹھ گئے (ادب مفرد)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو جائز نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان میں بلا ان کی اجازت کے اپنے لئے جگہ کرے (مشکوٰۃ از ابن عمر)

(۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جو کوئی ان کے لئے تعظیماً اپنی جگہ سے اٹھتا۔ وہ وہاں نہیں بیٹھتے تھے (از ابن عباس)

(۴) گلی کوچوں یعنی راستہ میں بیٹھنے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ گھر کے اندر بیٹھا رہنا بہت دشواریاں ہے فرمایا اگر تم راستوں میں بیٹھو۔ تو راستہ کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ راستوں کا حق کیا ہے فرمایا کہ پوچھنے والوں کو راستہ بتانا۔ اور سلام کا جواب دینا۔ اور نظر کو نیچا رکھنا۔ اور اچھی باتوں کا حکم کرنا۔ اور بری باتوں سے لوگوں کو روکنا (از ابوسعید خدری) (ادب المفرد)

(۵) یہ امر منون ہے کہ جب آدمی بیٹھے۔ تو جوتا اٹا کر ایک طرف رکھ دے (ابن عباس رض)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر سے منع کیا ہے۔ کہ کوئی مرد دو عورتوں کے درمیان ہو کر رشتہ نہ چلے (مشکوٰۃ) (عن ابن عمر)

(۷) جب کوئی آدمی بات کرے کہیں چلا جاوے۔ تو اس کی بات امانت ہے۔ رکنا اعمال از جابر رض)

(۸) چار فضیلتیں اگر تم کو مل جائیں تو پھر دنیا کی کسی چیز کے ہونے میں کوئی ضرر نہیں جس خلق اکل حلال، صدق مقال،

حفاظت امانت (ادب مفرد عن عبداللہ بن عمر رض)

(۹) جو شخص تم سے پناہ مانگے اس کو پناہ دو اور جو شخص اللہ واسطے تم سے سوال کرے اسکو عطا کرو۔ اور جو تم کو بلائے اسکا

بلاؤ تبدیل کرو، اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اس کا عوض دو۔ پس تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس سے مکافات

کرو۔ تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تم سمجھ لو کہ اس کا بدلہ ہو گیا (خیر الموعظہ۔ عن ابن عمر رض)

تاریخ و عبر

## مفتی

(محمد حسین شوقی سیلانوی)

یہ بات بالکل سولہ آنے درست ہے کہ دنیا نے اسلام کو حقیقتہً فرقہ وارانہ نے نقصان پہنچایا ہے دوسرا کسی نے نہیں پہنچایا آپ تاریخ کے صفحات الٹ کر دیکھیں تو آپ کو سہاراوں ایسی مثالیں اور شواہد دستیاب ہوں گے جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روافض کے مختلف گروہوں نے قرون وسطیٰ میں عالم اسلام کے لئے ایک مستقل خطرہ کی صورت اختیار کر لی تھی اور اسلام کی تاریخ کئی کئی بار کیلئے کوئی وقفہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ لیکن خدائے قدوس نے ہر وقت اسلام کی مدد کی اور شرار کے ہاتھوں سے اسے محفوظ رکھا۔ مندرجہ ذیل مضمون بھی اسی زنجیر کی ایک ملتی جلتی کڑی ہے۔

۱۵۵ھ میں محمد بن علی برقی نامی ایک شخص نے امویز میں امامت کا دعویٰ کیا اور اپنے کو علوی نژاد ظاہر کیا حقیقت میں یہ شخص علوی نہ تھا بلکہ ایک علوی نے اس کی ماں سے نکاح کر لیا تھا۔ اور برقی نے اس کے گھر پرورش پائی تھی۔ اس رشتہ سے اس کے لئے علوی بننا آسان ہو گیا اور حبطرح مرزا غلام احمد انجمنی نے تحفہ گوڑویہ میں اپنے آپ کو ایک مؤلفہ برعلوی ظاہر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ چونکہ میری فلاں بیوی خاندان سادات میں سے ہے۔ اسلئے میں نسباً ہو سکتا ہوں۔ اور بناءً فاسد علی الفاسد کے طور پر مدعی کھلانے کا جائز حقدار ہوں۔ کیوں نہ ہو

میں کبھی آدم کبھی موسے کبھی یعقوب ہوں  
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں سیری بے شمار  
برائین ائمہ حصہ پنجم ۱۱۵

برقی نے اپنے علویانہ وقار اور سیاسی تدبیر کی بنا پر امویز اور غزستان و بصرہ وغیرہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اور بہت سی عقل کے کروں کو اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ یہ زمانہ خلیفہ معتضد عباسی کا تھا۔ اس نے ایک جراتشکر برقی فتنہ کو دبانے کے لئے روانہ کیا اور برقی کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ لیکن چند دن بعد پھر سر اٹھایا۔ اسی شکست و خجست میں ۵۰ سال کا طویل عرصہ گزر گیا۔ آخر ۱۲۷ھ میں خلیفہ نے بہت عظیم الشان فوج روانہ کی۔ اور برقی گرفتار ہو کر معتضد کے سامنے آیا۔ اور پہلی فرصت میں دار پر لٹکا دیا گیا۔ اس ابتداء کی انتہا یہ ہے جب شرارت پسند طبائع نے یہ بھانپ لیا کہ چخاب کی طرح یہ بد فیض قضیہ زمین بھی ایسی تھرکوں کے نشوونما کے لئے بے حد مناسب واقعہ ہوا ہے۔ تو برقی کے ٹھیک آٹھ سال بعد حکم بن ہاشم اسماعیلی نے خروج کیا۔ جو اپنا لقب مقتدر رکھتا تھا۔ شیخ جس نے اپنے زمانے کا بہت برا فیلسوف اور سرفراز مولا تھا۔ خصوصاً علم بلاغت و شیعہ و تیسر خجاست و سحر و طلسمات جو کاذب مدعیان نبوت و امامت کا طغرائے امتیاز میں پوری ہمارت رکھتا تھا۔ اور فلسفہ بھی خوب جانتا تھا۔ اس نے اپنی شہرت کو چار چاند لگانے کیلئے شہر نصفت میں ایک کنواں بنوایا تھا جس میں سے

مغرب کی خون آشام رنگینیوں کے ساتھ ایک دمکنا ہوا چاند طلوع ہو کر رات بھرہ امیل کے قطعہ زمین کو قلعہ نور بنا دیتا تھا اور سپید صبح کے منور ہونے سے پہلے غائب ہو جاتا تھا۔ متفق نے ان حالات میں خدائی دعوے کیا، اور ماننے والوں نے صحبت تسلیم کر دیا۔ اور کیا چاہئے بشر کے لئے، چونکہ یہ لوگ پہلے سے حضرت علی کو خدا ماننے کے عادی تھے لہذا نئے نویے خدا کا اس نشان سے خیر مقدم کیا۔ کو حق و صداقت کی آنکھ چند بھیا گئی۔ متفق چونکہ بہت ہوشیار اور شورہ نشین انسان تھا۔ اسلئے قہوڑے عرصہ میں اس نے ارد گرد کے ملک و سلاطین کا ناک میں دم کر دیا۔ بالآخر تنگ آمد جنگ آمد کے مقولہ پر عمل کرتے ہوئے خلیفہ بغداد اور ماوراء النہر و خراسان کے سلاطین نے متفقہ طور پر ایک عظیم الشان مڈی دل لشکر روانہ کیا۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے متفق کی فتنہ سلانیان ختم ہو جائیں۔ متفق نے بھی خوب جان توڑ مقابلہ کیا۔ اور جی کھو لکر دشمنات دی۔ لیکن ذلت و ادبار نے اپنی بھیا ناک شکلوں کے ساتھ چاروں طرف سے متفق کا احاطہ کر لیا۔ ناچار اس نے اپنے آپ کو ایک مستحکم قلعہ میں جو پہاڑ کی چوٹی پر اسی روز سیاح کے لئے تیار کروایا گیا تھا محصور کر لیا۔ مسلمانوں نے بڑھکے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور باہر سے سامان رسد بچھ پونچھنے کے تمام ذرائع سدود کر دیے۔ جب متفق کو اپنی سیاہنجی اور زبوں حالی کا یقین ہو گیا۔ تو اس نے اپنے خدائیوں کو بہت بڑی آگ جلانے کا حکم دیا۔ اور اظہار مسرت و شادمانی کے طور پر زہر آمیز شراب کے جام گلابی زلیلا کر جنم کی راہ چلتا کر دیا۔ نراں بعد خود تنہا تمام لاشوں کو دہتی ہوئی آگ میں جلا کر خاک تر کر کے ہوا میں منتشر کر دیا، تاکہ کسی کو نشان بھی نہ ملے۔ اور اپنے تئیں تیزاب فاروق کے ٹیکے میں ڈال کر تیزاب بنا لیا۔ جسکی یہ خاصیت ہے۔ کہ جو چیز اس میں پونچ جائے۔ گچھل کر تیزاب ہو جاتی ہے مسلمانوں کو اندرون قلعہ کے لغزات سے قطعاً واقفیت نہ ہوئی۔ اتفاقاً ایک نوجوان عورت جو قلعہ کے کسی مخفی گوشہ میں بیمار اور بے ہوش پڑی ہوئی باقی رہ گئی تھی۔ دور دراز کے بعد اس کو ہوش آیا۔ تمام قلعہ کو یاد و خیال سے خالی پایا۔ چاروں طرف سے وحشت و تنہائی نے زندگی اجیرن کر دی۔ ناچار قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر مسلمانوں کو بتایا کہ قلعہ میں میرے سوا کوئی متنفس باقی نہیں ہے، مسلمانوں نے قلعہ کی دیواروں اور برجوں پر چڑھ کر جو جھانکا۔ تو واقعی قلعہ خالی پڑا ہوا تھا۔ اور محصورین کا نام و نشان نہ تھا۔ سخت حیران ہوئے بالآخر اس عورت نے جو عالم بے ہوشی میں اپنے باروں کے حالات سے کبھی کبھی مطلع ہو جاتی تھی حقیقت حال کے چہرہ سے نقاب اٹھایا۔ تمام مسلمان متفق کی عیاری دیکھ کر دنگ رہ گئے وح دراز دستی اس کو راستیاں ہیں۔

متفق کے بعض متبعین نے جو پہلی اڑائیوں میں منتشر ہو گئے تھے اور ادھر ادھر چھپتے پھرتے تھے اس واقعہ کو متفق کی اوسیت پر نہاد صداق سمجھ کر مسرت کے ڈونگرے برسائے اور یقین کر لیا۔ کہ متفق بلا شک خدا تھا۔ اور اپنے دوستوں کی محبت میں آسان پر چلا گیا ہے۔ اسے کاش میں بھی اسکی محبت شرف حاصل ہوتا۔ تو ہم بھی آسمان پر آج کلیں کرتے پھرتے نوا اسفہا۔ سچ ہے لکل داء دواء لیستطب بہ الا الحماقة اعیت من ید او فیما ترجمہ ہر مرض کا علاج قدرت نے وضع کیا ہے جس سے وہ مرض چلی جاتی ہے، مگر حافت کو اسکا چارہ گر تھک کر عاجز آ جاتا ہے، فقط،

# اے سید کونین

اے سید کونین! اسلام کی بستی سے  
کافور ہوا چین! تو حید پرستی سے  
کافور ہوا چین! انسان کی ہستی سے

تعلیم مسلمان کی، معدوم ہے دنیا میں  
تعلیم مسلمان کی، منکرم مسلمان کی، مہوم ہے دنیا میں  
معلوم ہے دنیا میں

نہیب کی محبت کو، لوٹیں ہیں بعد آزر  
کافور ہوا چین! اسلام کی بستی سے  
مسلم کی اخوت کو، سب تفرقہ انداز  
ایماں کی حمیت کو، بن مشفق و دماز

جہاں کے شیدا ئی (جہاں میں) لوٹیں ہیں جانوں کو  
کافور ہوا چین! اسلام کی بستی سے،  
الہ جنگ کے سودا ئی  
نیک کے گھرانوں کو  
اوشتمہ کے یہ داعی  
مستوں کو دیوانوں کو

آباد مسلمان کو، ماتم نے کیا زار  
کافور ہوا چین! اسلام کی بستی سے،  
والسبتہ ایماں کو، بیہودہ و بے کار  
دلدادہ اُخاں کو، اسلاف سے بیزار

چندے کے تشکھے میں، دے ڈالا نبوت کو  
کافور ہوا چین! اسلام کی بستی سے  
تبلیغ کے پھندے میں، کی خلافت کو  
سب کچھ اسی دھندے میں  
تجدید امامت کو

کافور ہوا چین اے سید کونین

اسلام کی بستی سے

ہے کام جہولانہ  
اللہ مری تو بہ

کعبہ کی طرف جانا

ایماں کا کیا سودا

یہ جنگ کا افسانہ

سرکار کا میں پودا

کافور ہوا چین اے سید کونین

اسلام کی بستی سے

چننے ہے ادھر سے  
میں مغرب میں مشرق

کفار میں جی جی کر

ہوں کفر کا میں فدا

اسلام کا خون پی کر

تنظیم کا میں خالق

کافور ہوا چین اے سید کونین

اسلام کی بستی سے

برگشتہ نصیبوں کو  
اک نظر کر کم کر

مابوس مریضوں کو

امید تیرے گھر پر

بر باد غریبوں کو

ہے آنکھ تیرے دہر

اے سید کونین کافور ہوا چین

اسلام کی بستی سے

(نتیجہ فکر، محمد حسین شوق محمودی پلائی)

## خاکساری تحریک کے خلاف کفر شکن لٹریچر

خاکساری فتنہ (طبع چارم صفحات ۹۲) یعنی مشرقی کے عقائد اور اسکی تحریک کی اصلی اور عریاں تصویر (احوال) جسکے مطالعہ کے بعد کوئی مسلمان اس تحریک کے ساتھ وابستہ نہیں رہ سکتا۔ قیمت تین آنے، خرچ محصول ایک آنہ قیمت نی سینکڑہ پندرہ روپے، پچاس کتابوں کی قیمت آٹھ روپے علاوہ محصول ایک

المشرقی علی المشرقی، طبع اول تعداد صفحات ۹۲) یعنی مشرقی کے عقائد اور اسکی تحریک کے خلاف افغانستان، سعودیہ، اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل قلم حضرات کے تبصروں، بیانات اور فتاویٰ، مقتدر مجالس کے فیصلوں اور مشرقی کے ملحق مصری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل دید مجموعہ قیمت ۲۰ محصول ایک آنہ قیمت نی سینکڑہ پندرہ روپے۔ پچاس کی قیمت ۱۵ (علاوہ محصول ایک) خاکساری مذہب، مذہب خاکساری یکمل تبصرہ، قیمت ایک پیسہ خرچ محصول دو پیسے قیمت نی سینکڑہ پندرہ روپے علاوہ محصول،

ملنے کا پتہ، منیجر جدید شمس الاسلام بھیرہ (ریجاب)

# اسلامی تنظیم

(اردو مومن، سرحدی)

۳ جمل مسلمانوں کے تنزل اور غیر مسلموں کے باہمی اتحاد اور اتفاق کو دیکھ کر اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کہ مسلمان تنظیم ہو جائیں۔ قوم یہ چاہتی ہے کہ کوئی شخص اٹھے اور انہیں منظم کر دے۔ قوم کی اس تشنگی کو دیکھ کر بعض خود غرض لوگ اپنی لیڈری کا سکہ جانے اور اقتدار حاصل کرنے کے لئے قوم کو مختلف راہ سائے عمل پیش کر کے اپنی طرف ہمارے ہیں اور بجائے اس کے کہ قوم میں اتحاد پیدا ہو۔ اور قوم ایک بات اور ایک اصول پر جمع ہو سکے اس میں ایک گروہ کا اضافہ کر کے قوم کی فرید پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ اور اپنی تحریک کو ایسے پیرائے میں پیش کرتے ہیں کہ عوام کو اس بات کی طرف توجہ ہی نہیں کرنے دیتے۔ کہ اس نا اتفاقی کی اصلی وجہ کیا ہے، اور اس کا علاج کیا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ چونکہ مرض کا صحیح علاج نہیں کیا جاتا۔ مرض دن بدن بڑھتا جاتا ہے،

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مرض کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے یہ یاد رہے کہ جس قدر زیادہ جماعتیں اور انجمنیں نیکی اسی قدر زیادہ شست اور پرانگی کا باعث نہو گی۔ کیونکہ ہر ایک جماعت کا یہ دعوئے ہو گا کہ ہم صحیح راہ عمل لیکر اٹھے ہیں۔ اور باقی سب غلط راستے پر ہیں۔ مخالفین بڑھیں گی، عداوتیں ہونگی۔ سر پھٹول ہوگی۔ جیسا کہ پچھلے سالوں میں متعدد بار ہو چکا ہے، تمام جماعتیں اور انجمنیں چھوڑ کر جب تک سب لوگ ایک پلیٹ فارم پر جمع نہ ہو گئے۔ کامیابی محال ہے۔ ہذا اسلام سوچو چھپیں کہ وہ پلیٹ فارم کیا ہے، اور اس پر کس طرح جمع ہونا چاہیئے۔

**اسلامی اصول** اسلام ایک مکمل بلکہ مکمل مذہب ہے، اس میں کسی نئی بات کی نہ تو گنجائش ہے نہ ضرورت اسلام نے تمام ضروریات کا حل بیان کر دیا ہے اور کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑا۔ اسلام کے تمام اصول نہایت سادہ اور واضح ہیں اور ان کے سمجھنے کے لئے کسی دقیق نگاہ کی ضرورت نہیں۔ اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مکمل ہو گیا، مسلمان کو حضور کے احکام و ارشادات اور قرون اولیٰ کی تصریحات کے علاوہ کسی نئے اختراع کی ضرورت نہیں، آجکل جو نئی چیزیں پیدا کی جا رہی ہیں اگر وہ اسلام کے مطابق ہیں تو تحصیل حاصل ہے۔ اور اگر اسلام کے خلاف ہیں۔ تو ہمیں ان کی ضرورت نہیں، اور نہ ہم ان کو ماننے کو تیار ہیں۔

**قرون اولیٰ کی حالت** رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ شریف میں تبلیغ شروع کی اس وقت کا اسوۂ حسنہ قابلِ غور ہے مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی۔ اور ان کو تکلیفیں دی جاتی تھیں اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعلیم کی۔ مخالفین کے مقابلے کے لئے کیا کیا، کفار کا لیت دیتے تھے، اور آپ

برداشت کرتے تھے، لیکن انتقام لینے یا جواب دینے کا حکم نہیں تھا۔ کیوں، اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ زندگی کے ۱۱ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گوشہ نشینی ریاضت عبادت وغیرہ سکھائیں، اور جب یہ دیکھ لیا۔ کہ ان میں محبت و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر گہر کر گئی ہے۔ اور تزکیہ نفس ہو چکا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے جان و مال فدا کرنے کو تیار ہیں حتیٰ کہ اپنے اقربا، عیال، وطن اور مال وغیرہ کو چھوڑ کر تعمیل ارشاد میں مدینہ شریف جا چکے ہیں اور سرکشت ہیں۔ تو حکم ہوا کہ ہاں اب اگر تم سے کوئی لڑائی کے لئے آئے تو مقابلہ کرو اس وقت چودہ سال کی تبلیغ کے دوران میں یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ کرام نے فوجی نمائشیں کی ہوں۔ پریڈ کی ہو تیر و تفتنگ یا تلوار سے کوئی مظاہرہ کیا ہو۔ اگر ثابت ہوتا ہے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ چھپ چھپ کر ہپڑوں کی غاروں میں جا کر اپنی جانب بچا لے ہوئے ذکر الہی اور تزکیہ نفس میں لگے رہے یا دوسرے لفظوں میں حجرہ نشین ہو کر اور ادو وظائف میں مشغول رہو جس کا اتباع آجکل صوفیائے کرام کر رہے ہیں۔ اسی پر یہ نہیں۔ حکم نازل ہونے کے بعد بھی پریڈیں ثابت نہیں، نمائشیں کہیں نہیں کی گئیں، میدان جنگ میں رات شب بیداری اور ذکر وغیرہ میں صرف ہوتی ہے اور دن لڑائی میں، غزوہ بدر میں تین سو تیرہ آدمیوں کے پاس چند تلواریں ہیں اور ایک ہزار مسلح فوج سے مقابلہ ہے غور کا مقام ہے ادھر ہر مسلح جنگ میں، نہ قواعد و ردان فوج ہے، فوج میں بچے بھی ہیں بوڑھے بھی ہیں۔ اس جنگ کیلئے انہوں نے کونسی تیاری کی تھی۔ تیاری صرف وہی تھی جو چودہ سال چلکشی کرتے ہوئے تزکیہ نفس کے ذریعہ حاصل ہو چکی تھی، وہ کیا تھا، وہ ایمان تھا۔ اور اسی ایمان کی بڑت تھی کہ وہ کسی چیز سے نہ ڈرتے تھے، اور کامیاب ہوتے تھے، ثابت ہوا کہ حصول اور بچگی ایمان کے لئے حجرہ نشینی اور چلکشی ضروری ہے۔ اس کے سوانہ تزکیہ نفس ہوتا ہے اور نہ ایمان کامل ہوتا ہے اور کامیابی تکمیل ایمان پر ہے نہ کہ فوجی پریڈوں اور نمائشوں پر اور نہ ہی سلاح جنگ اور فنون جنگ پر،

غزوہ احد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دستہ کو ایک درہ پختہ کر کے حکم دیتے ہیں، یہاں سے مت ہلو۔ اس دستہ کو فنون جنگ سے اس قدر علم بھی نہیں کہ یہ درہ کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے۔ اور نا تجربہ کاری سے دشمن کو بھگا گئے دیکھ کر درہ چھوڑ دیتے ہیں اور تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ اگر تجربہ کار ہوتا۔ تو کیوں چھوڑتے، لیکن پھر بھی فتح مسلمانوں کو ہوتی ہے ثابت ہوا کہ کامیابی کے لئے تجربہ یا فوجی پریڈیں شرط نہیں، غزوہ اُحزاب میں حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ خندق بنانے کی رائے دیتے ہیں جس کا کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا۔ اور ان کی رائے پر عمل کیا جاتا ہے، میرا مقصد ان واقعات کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ کامیابی کے لئے قواعد اور پریڈ کی ضرورت نہیں ایمان کی ضرورت ہے، اور ایمان کہاں ملتا ہے؟ وہاں جس کا میں نے ذکر کیا۔ حصول ایمان کیلئے صحابہ کرام نے چودہ سال گوشہ نشینی اختیار کی۔ ذکر الہی میں لگے رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے استادِ کامل کی خدمت میں رہے۔ ان کے ایمانوں کے امتحان لئے گئے، سزائیں ملیں قید ہوئے جلا وطن ہوئے، اور جب اس امتحان میں پاس ہو گئے، پھر جنگ کا حکم ملا۔ مسلمانوں میں فوجی تنظیم کرنے والے



پہلے اپنے ایمانوں کا جائزہ لیں۔ اور دیکھیں کہ ان کی ایمانی حالت کیا ہے۔ کیا وہ ایک دوسرے پر فدا ہونے کو تیار ہیں، کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے آگے تسلیمِ خم کرنے کو تیار ہیں۔ کیا ان میں اتفاق و اتحاد ہے۔ مختصر آگیا ان میں ایمان ہے، اگر ایمان ہے تو وہ فوجی تنظیم ان کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ ورنہ یہی تنظیم ان کے لئے باعثِ خرابی ہوگی، اور بجائے اسکے کہ وہ اسلامی خدمت کریں۔ وہ اسلام کے دشمن ثابت ہونگے۔ کیونکہ

خلافتِ پیمبر کے راہ گزیدہ  
کہ ہرگز بمنزلِ نوحا بدر رسید

میں بیان کر رہا تھا کہ صحابہ کرام نے جب قدر لڑائیاں لڑیں، ان کے لئے نہ کوئی فوجی ٹریننگ سکول قائم کیا گیا تھا۔ نہ انہیں قواعد سکھائی گئی تھی صرف اتنی بات ہے کہ وہ جنگجو قوم کے افراد تھے اور شخص انفرادی طور پر آلاتِ حرب کے استعمال سے واقف تھا اور اسے سردار جو سپر جہا جاتا تھا۔ لیکن تعلیم انفرادی ہوتی تھی، اور انفرادی تعلیم کا غیر منظم ہونا معلوم جو تعلیم ان کو دی گئی، وہ صرف فحشی تزکیف نفس کے ذریعہ ایمان کی تکمیل اور ہر کام کو خدا اور رسول پر چھوڑ دینا یہ چیز تھی جس نے ان کو بلندی پر پہنچایا، اور جس کے نہ ہونے نے ہمیں ذلیل کر دیا۔ پس ہمیں ایمان کامل کرنے کی ضرورت ہے آج بار و احد کا ذکر کرنے والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صفت تراہم رکھاؤ مسجد کا بھی اتباع کرنا چاہئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ع اے قصہ خوانِ بدر حرا پر بھی غور کر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک

ایمان کیا ہے

شخص کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پیش کیا جاتا ہے وہ اسے سنکر اڑ جائے، اور کہ دے کہ یہ مولویوں کی منگھڑت باتیں ہیں، مولوی جھوٹے ہیں وغیرہ تو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت نہیں، وہ اپنی خواہشات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ترجیح دے رہا ہے پس اس مومن ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

ادرن لو! ایمان کیا ہے، خدا تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے حبیب ان سے فرما دے کہ اگر تمہیں تمہارے باپ بیٹے بھائی، بیویاں قبیلہ، برادری، جمع کیا ہوا مال، دولت، تجارت، مکانات وغیرہ خدا و رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ پیارے ہیں، تو امر اللہ کے آنے کا انتظار کرو، اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتے یہ لوگ فاسق ہیں ان پر ہدایت کا دروازہ بند ہے، دیکھو یہ ہے حکم الہی کہ حکم رسول پر دوسری چیزوں کو ترجیح دینے والے فاسق اور ہدایت سے محروم ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہی ہیں جن کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پڑھا جائے تو وہ تسلیمِ خم کر لیں۔ اور بلا چون و چرا اور بلا حیل و حجت مان میں خواہ اس کے ماننے سے انہیں خواہشات کو یا مال کرنا پڑے عزیز و اقارب کو چھوڑنا پڑے یا مال جان کو قربان کرنا پڑے اگر یہ نہیں تو وہ مومن نہیں۔ اور خود خدا تعالیٰ فرماتے ہیں، اے میرے حبیب تمہیں قسم ہے میرے پالنے والے کی (یعنی اپنی ذات کی) کہ یہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام جھگڑوں اور محاللات میں آپ کو حکم نہ

بنائیں اور پھر سب کے فیصلے کو ماننے میں کسی قسم کی جیل و حجت تو دور کنراپنے دلوں میں کچھ میل بھی نہ آئے دیں۔ اور تسلیم خم کر دیں۔

یہ ہے ایمان، تو بی تنظیم کے دعویدار خود اپنے تئیں اس معیار پر پکھیں اور اپنے ایمان کی تکمیل کی کوشش کریں۔ کیونکہ حب تک یہ نہ ہو۔ سب کچھ فضول ہے۔

کمزوری کی حالت سے ابھرنے کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے اور میں اسے بیان کر چکا ہوں۔ مکی زندگی کمزوری کی حالت تھی۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا چاہئے ورنہ ہمارے اباؤں کا خدا حافظ۔ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو چھوڑ کر ترقی کا کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں۔ تو ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اسلامی تنظیم میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اسلام نے کوئی مسئلہ غیر واضح نہیں چھوڑا۔ تنظیم کا مسئلہ بھی اسلام نے لیا ہے اور ایسی تنظیم بنائی ہے جسکی نظیر نہیں مل سکتی۔ لیکن افسوس ہے کہ مدعیان تنظیم اور توجہ نہیں کرتے اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے عوام کو بھی اور توجہ نہیں ہونے دیتے، اس تنظیم پر نہ کچھ خرچ آتا ہے نہ چند روپے نہ مجلسیں ہیں نہ انجمنیں اور نہ کسی قسم کا تشدد، وہ کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جماعت سے بناؤ پڑھنا سنت مودکہ ہے یہ ہے اسلامی تنظیم اور حقیقی نظام میں اسے دراضاحت سے بیان کرتا ہوں تاکہ عام فہم ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام تم میں سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ ہوشیار ہو جائے قوم امام کو منتخب کرتی ہے۔ امام کون ہے سب سے زیادہ عالم اور سب کا مقصد علیہ تمام قوم امام کی تابع اور اسکے پاؤں میں سر رکھنے والی۔ پس امام کون ہوا محلے کا امیر اور قوم اس کی جماعت، اور اس پر امیر کی اطاعت واجب۔ محلوں کو جمع کرو جمہ کے دن جامع مسجد میں سب لوگ جمع ہوں۔ تمام شہر کا مقصد علیہ اور سب سے بڑا عالم امام جامع ہو۔ وہ کون ہے محلے کے امیروں کا امیر شہر کا امیر اور ہشتی۔ تمام شہر پر اس کی اطاعت واجب۔ اسی طرح تمام شہروں میں تنظیم ہو کر تمام شہروں کے امیر منیع کے امیر کے تابع۔ اور ضلعوں کے امیر صوبہ کے امیر کے تابع ہوں۔ اور صوبوں کے امیر امیر المومنین کے ماتحت، تنظیم حقیقی تنظیم ہے اور اسلامی تنظیم ہے۔ اسکے علاوہ اور کوئی تنظیم اسلام کے نزدیک قابل وقعت نہیں، اور نہ اس کی بدل ہو سکتی ہے۔ (باقی آئندہ)

جن حضرات کی میعاد تجدیدی اس رسالہ کے ساتھ ختم ہو گئی ہے، وہ اپنا چندہ بذریعہ مئی آرڈر رسالہ فرمائیں۔  
دی پی کا سسٹم بند کر دیا گیا ہے، منیجر

# عرض حال

**تعلیم الاسلام** ماہ رمضان المبارک کی تعطیلات کے بعد۔ اترشول الملکوم کو دارالعلوم عزیزہ کا افتتاح ہوا۔ اس وقت چھ مدرس تدریس کے فرائض تندی سے انجام دے رہے ہیں تعلیمی حالت تسلی بخش اور قابل اطمینان ہے۔ طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہو چکا ہے۔

**تبلیغ الاسلام** ماہ دسمبر میں مولوی منیر شاہ صاحب نے نقیض، اکھوٹ، پچانی، اور لالیان ضلع جھنگ کے علاقہ کا دورہ کیا، مولوی حبیب اللہ صاحب، اترسری یوجہ علائق دو ماہ سے اترسری میں قیام نہیں کر سکے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب میانوی شہر بھیرہ میں ترغیب الصلوٰۃ اور مساجد کی آبادی کے لئے قابل تعریف کام کر رہے ہیں کئی مساجد مازیوں سے بھر پور ہو چکی ہیں۔ اور ہر اسلامی مجلس میں مجالس ترغیب الصلوٰۃ قائم ہو رہی ہیں۔

**تعمیر و مرمت** کتب خانہ کے لئے چار الماریاں جدید تیار کرائی گئی ہیں، علاوہ انہیں دارالافتاء کے لئے ایک جدید کمرہ زیر تعمیر ہے۔ دارالافتاء کے صحن میں مٹی بھی ڈلوائی گئی ہے تاکہ سطح زیادہ ملین ہو جائے۔ اور سیلاب کے موقع پر عمارت کو نقصان نہ پہنچے،

**مدرسہ تعلیم** کمرہ ٹریکا ضلع ملتان میں حزب الانصار کی سرپرستی میں علوم عربیہ کی تدریس کے لئے مدرسہ تعلیم جاری ہو چکا ہے ملتان و قریب و جوار کے اصناف کے طالب علم وہاں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ جو طالب علم مدرسہ مذکور میں تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ۲۰ ذی قعدہ سے پہلے وہاں پہنچ جائیں اس کے بعد شاید داخلہ کی گنجائش نہ رہے گی مسلمانان ضلع ملتان کو چاہئے کہ اس مدرسہ کی ہر قسم کی امداد کریں۔ اور قریشی محمد سعید صاحب جیلہ ناظم مدرسہ کی حوصلہ افزائی کریں،

ہاں شبان ۱۳۵۶ھ سے ۱۹ اشوال ۱۳۵۷ھ تک حزب الانصار کمرہ ٹریکا کو مدرسہ تعلیم کیلئے ۱۰۰۰ روپے کی آمدن ہوئی اور مدرسین کے مشاہروں اور طلبہ کی خوراک اور جلسہ ہائے تبلیغی پر یہاں غائب صرف ہوئے مجلس مذکور غائب کی مقروض ہے اس وقت دو مدرس خدمت تدریس پر تفر کئے گئے ہیں۔ یہ مدرسہ جامع مسجد جلیانوالی میں قائم کیا گیا ہے اور مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ نے اس کی ہر قسم کی سرپرستی و اعانت کا فیصلہ کر لیا ہے تاکہ کمرہ ٹریکا کا علاقہ فرتہ ہائے اطلال کی سرزمین ہو محفوظ رہے،

**جیوش انصار** ٹیکہ اور اسکے ساتھ ضلع ہزارہ کے ملحقہ علاقہ میں انصار المسلمین کی تحریک تقویت پکڑ رہی ہے مولانا عبدالحی صاحب بھوٹوی، مولانا حکیم محبوب عالم صاحب، مولانا محمد داؤد صاحب مولانا

محمد داؤد صاحب مولانا علاؤ الدین صاحب و دیگر مخلص کارکنوں کی مساعی جمیلہ سے ہری پور ہزارہ گوہد کو ملیاں، کوہ مری و دیگر کئی مقامات پر انصار کی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ ایک سلسلہ میں ڈیڑھ سو سے زائد نوجوان رضا کاروں میں بھرتی ہو ہو چکے ہیں، بمقام ہری پور ہزارہ خاکساروں کے کمپ کے مقابلہ میں انصار کا فوجی مظاہرہ زیادہ کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ان مخلص خادمانِ ملت کی مساعی جمیلہ قبول فرمائے، اوصان کو بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا کرے، آمین،

## خدام الاسلام

موضع جھیں تحصیل چکوال میں خاکساروں کی تنظیم کے مقابلہ میں ثنا ذکر کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔

خدام الاسلام عربی زبان میں نوجوی برپہ کرتے ہیں۔ چپ و راست کے بجائے اللہ، اور

ھو کا درو کرتے ہیں۔ ہر خادم اسلام کے لئے احکام اسلام کی پابندی لازمی ہے۔ اس جماعت کی ریزرو فزوں ترقی کو توجہ نظر رکھتے ہوئے مشرقی کے ٹکڑوں پر پلے ہوئے چند ایمان فروش ملاؤں نے مشرقی کے اشارہ پر اس علاقہ کا دورہ کیا۔ اور مسلمانوں کے متبع ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہا۔ خاکسارانِ موضع ڈھونگ نے علمائے اسلام کا مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اس پر مولوی قاضی مظہر حسین صاحب جو مولانا کرم الدین صاحب رئیس بھیں کے فرزند ارجمند اور دارالعلوم عزیزہ بھیرہ کے تعلیمیافتہ، اور فاضل نوجوان ہیں، علمائے علاقہ کی معیت میں ڈھونگ پہنچ گئے خاکساروں کی طرف سے مولوی محمد حسین ساکن راولپنڈی مناظر مقرر ہوئے۔ مسلمانوں کی طرف سے قاضی مظہر حسین صاحب نے تذکرہ ماتھے میں لیکر مشرقی کی وہ عبارت پڑھ کر سنائی جس میں اس نے نصاریٰ کو یوں باتوچہ لکھا ہے چاہتے عبارت یوں ہے لَقَدْ مَنَوا بِالْتَّوْحِيدِ عَالَمًا وَعِلْمًا عَلٰی قَوْلِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ خَالِثٌ ثَلَاثًا (تذکرہ حصہ عربی طبع سطرہ مسلمان مناظر نے یہ ثابت کیا۔ کہ مشرقی کا انگریزوں (انصاری) کو یوں باتوچہ کہنا سکر کفر و انحاد ہے۔ اور تصریحاً قرآن کے صریح خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ خَالِثٌ ثَلَاثًا کہنے والوں یعنی نصاریٰ کو کافر کہا ہے چنانچہ فرمانِ انبندی یوں ہے، لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثًا (قرآن حکیم) خاکسار مناظر نے ہر چند ماتھے پاؤں مارے اور اپنے مشرقی امیر کے اس کفریہ قول کی تاویل کی بہت کوشش کی لیکن کچھ نہ سکا۔ اس کے بعد مسلمان مناظر نے ص ۳۰ کی عربی عبارت پڑھ کر سنائی جس میں مشرقی نے قسم اٹھا کر نصاریٰ کو قطعی جنتی اور ناجی ثابت کیا ہے۔ عبارت یوں ہے نَوَالله مَادَكُم لَكُم غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اِنْ هُوَ لَغَفُوْرٌ اِلَّا لِّلْمَعْزِيْبِيْنَ النَّصْرَانِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَدُومُوْنَ فِيْ زِمَانِنَا هَذَا عَلٰی جِهَادِهِمْ بِالسَّيْفِ يَهْ مَشْرِقِيْ عَقِيْدَهٌ هِيَ قُرْآنُ كے بالکل خلاف ہے، اِثْمًا و باری تعالیٰ ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ لَنِشْرِكُ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ، یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین کو ہر گز نہیں بخشنے گا۔ پہلے خاکسار مناظر تو بہت مار کر پیٹے گئے۔ اور ایک ماسٹر صاحب کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بھی غاں غوں کی لیکن کوئی جواب نہ بن پڑا۔ یہ عجیب لطیفہ ظہور میں آیا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب تو آخر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ انگریز شرک اور جنمی ہیں۔ اور مشرقی صاحب نے تذکرہ میں غلط لکھا ہے۔ لیکن ماسٹر صاحب بھی بے جا رٹ لگاتے رہے۔ کہ

مقامی مظہر حسین صاحب نے قاضی مظہر حسین صاحب کی جماعت کا قاضی کے حکم کے خلاف اسلام کی جماعت قائم کی ہے جس کے خلاف اسلام کی جماعت قائم کی ہے جس کے خلاف اسلام کی جماعت قائم کی ہے

انگریز عملی مومن ہیں جب ہر دو خاکسار مناظروں سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو گھبرا کر انہوں نے یہ کہا کہ ہم عنایت اللہ اور اس کی کتابوں کو نہیں مانتے۔ اس کے بعد ان کا سالار سر فرخ خان کھڑا ہوا۔ اور علی الاعلان انفرار کیا۔ کہ آج کے مناظرہ میں ہم سخت ناکامیاب ہوئے ہیں۔ ہم سے کوئی جواب نہیں بن سکا۔ اور ہم نے اپنی مار مان لی ہے۔ اب ہماری انتخابہز کہ ہمیں ایک ماہ کی مہلت دی جائے ہم علامہ مشرقی کو مناظرہ کے لئے پیش کریں گے۔ اگر وہ نہ آئے یا بار گئے تو ہم سب نائب ہو جائیں گے۔ محمد تقی ان سرگرم خاکسار ساکن ڈھوگ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ پر حقیقت کا انکشاف ہو گیا ہے کہ بانی خاکسار تحریک اسلام کے برخلاف کرنا چاہتا ہے اس لئے میں اس تحریک سے نائب ہوتے ہوئے علیحدہ ہوتا ہوں۔ نیز محمد امین سالار خاکسار ٹیٹ ہوگ نے بھی تحریک خاکساروں سے پیروی کا اعلان کیا، اس جلسہ اور مناظرہ کا مسلمان علاقہ پٹھواریاں یا پشاور ہونے کا نشانہ اللہ العزیز کوئی آدمی اس تحریک میں شامل نہیں ہوگا۔ اور جو گراہ ہو چکے ہیں وہ بھی انشاء اللہ نائب ہو کر صراطِ مستقیم پر آجائیں گے۔

**خاکساروں کے ساتھ وضع نثرالی میں مناظرہ**

کارنامے نگش کی طرف سے جریدہ شمس الاسلام میں شائع ہو چکے ہیں جو شیعوں میں شدید بن جاتے ہیں اور شیعوں میں منی، جن کے عقیدہ کا آج تک مسلمانوں کو علم ہی نہیں ہو سکا۔

علامہ ابراہیم سرحدی، مولوی محمد شفیع راولپنڈی، میر حضرت شاہ ویل کیلیور، مولوی عبدالرحمن کوٹلی وغیرہ کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا چنانچہ سرد سبر کوئٹہ ماہ صاحبان نثرالی میں پہنچ گئے۔ خاکساروں کی طرف سے سختی و دعوت پر خدام الاسلام بھی فوجی مارچ کرتے ہوئے نثرالی میں پہنچ گئے اور خاکساروں کے مقابل میں علم اسلام کا وکرپنا کیپ لگا دیا۔ قاضی منظور حسین صاحب قضا بھی مولوی منظور حسین صاحب کی آپر خاکساری ملاؤں کے حواس باختہ ہو گئے۔ جبار ملا جو پہلے سپاس روپیہ میز پر رکھنے کا اعلان کر رہا تھا اور مناظرہ کے لئے لاٹ وگڈاف سے کام لے رہا تھا اب ایسا گھبراہٹ یا کدناظرہ سے صاف الفاظ میں انکار کر دیا۔ خدام الاسلام کی کیپ میں علمائے کرام کی تقریریں عرصہ تک ہوتی رہیں اور اس عرصہ میں خاکسار اپنا بورس بستر اٹھا کر چل دئے۔

نثرالی اور ڈھوگ کے اجتماعات میں حزب الانصار کی طرف سے شائع کردہ رسالہ خاکساری نہایت کثیر تعداد میں تقسیم کیا گیا،

**مشرقی کے تین مطالبے اور حکومت پنجاب**

حکومت پنجاب اور مشرقی کے درمیان عرصہ ایک سال سے راز و نیاز کا سلسلہ جاری ہے۔ مشرقی نے تین مطالبات پیش کر کے مسلمانوں میں ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ اب یہ خطرہ پیدا ہو چکا ہے کہ حکومت اس اپنے خود کا شتہ پودے کی ترقی کے لئے ان مطالبات کو منظور کر کے مسلمان پنجاب سے بذریعہ قانون مشرقی کی امارت تسلیم کرانے کی سعی کریگی۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر جگہ جلسے کر کے حکومت کو اس خطہ تک اقدام کے نتائج سے آگاہ کریں۔ اب تک میانوالی، عیسے خیل، کیلیور و دیگر کئی مقامات پر ایسے جلسے منعقد ہو چکے ہیں۔ ہر جلسہ کی کارروائی کی ایک نقل وزیر اعظم پنجاب اور اخبارات کے علاوہ دفتر مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ میں ارسال کی جائے۔

**کیمپلو کا جلسہ** مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۸ء بروز جمعہ جامع مسجد شہر کیمپلو میں بعد نماز جمعہ مسلمانوں کا ایک عام جلسہ زیر اہتمام خدائی فوج منعقد ہوا جس میں ذیل کی قراردادیں با اتفاق آرا منظور ہوئیں۔ مسلمانان شہر کیمپلو و مضافات کا یہ جلسہ حکومت پنجاب کو ہر وقت انتباہ کرتا ہے کہ اگر حکومت نے خاکساروں کے تین مطالبات منظور کر لئے تو اس کو جہیز اسلام کی طرف سے زبردست اور مخالفانہ جدوجہد کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔ مسلمان کسی صورت میں زکوٰۃ کا روپیہ مشرقی کے حوالہ کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔ جبکہ مشرقی کے عقائد کو کفریہ و لمحدانہ سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہی اس امر کو برداشت کر سکتے ہیں۔ کہ مشرقی کو اپنے اتحاد و دہریت کی تبلیغ کے لئے حکومت براؤ کا سنگ ٹٹیشین قائم کرنے کی اجازت دے،

**محمدی فوج** ضلع میانوالی میں محمدی فوج کے رضا کاران کی تعداد دو ہزار سے تجاوز ہو چکی ہے۔ ۱۱ دسمبر کو بمقام جامع مسجد میانوالی ضلع بھر کی مجالس اسلامیہ کے نمائندوں کا اجتماع ہوا۔ امیر حزب الانصار کو خاص طور پر مشورہ کے لئے دعوت دی گئی تھی تمام مجالس اسلامیہ کو متحد کرنے کے لئے مرکزی مجلس کا انعقاد عمل میں آیا۔ امیر حزب الانصار کے مشورہ سے دستور اساسی و دستور العمل مرتب ہوا۔ اور فوج محمدی کی ترتیب و تنظیم کے لئے مفید لائحہ عمل تیار کیا۔ سالانہ کے لئے حسب ذیل عہدہ داران کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر خباب اللہ داد خان صاحب، رئیس عیسیٰ خیل، ناظم عمومی محمد اکبر خان صاحب، خلیفہ میانوالی مفتی اعظم مولانا محمد صاحب ترگ، ناظم تعلیمات حافظ مولوی غلام حیلانی صاحب میانوالی، سالار اعظم صاحبزادہ محمد نضر الزمان صاحب کوٹ پلن وغیرہ، وغیرہ۔

**جبریدہ شمس السلام** جبریدہ کو ہفتہ وار رہانے کے ارادہ کا اعلان گذشتہ اشاعتوں میں کیا گیا تھا۔ مگر قوم کی بے توجہی، اہل سنت کی غفلت، اور حزب الانصار کی مالی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے کارکنان جبریدہ کو اس جدید اقدام کی ہمت نہیں ہوئی لہذا غیر معین عرصہ کے لئے یہ ارادہ ملتوی ہو چکا ہے، جبکہ معاہدین توسیع اشاعت میں حصہ لے کر جبریدہ کی مالی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کریں ۱۹۳۹ء کے سال میں اگر حالات بہتر ہو گئے۔ تو رسالہ کی ضخامت و جہش بھی اعنا ہو سکیگا۔

**حزب الانصار کی سالانہ عظیم الشان کانفرنس** اس دفعہ یہ کانفرنس بمقام جامع مسجد بھیرہ مورخہ ۲۴-۲۵-۲۶ فروری ۱۹۳۹ء مطابق ۲۴-۲۵-۲۶ محرم الحرام موافق ۱۳-۱۴-۱۵ چھان بروز جمعہ، ہفتہ، و اتوار منعقد ہوگی۔ ملک کے مقتدر ذماور علمائے کرام کی شمولیت کی توقع ہے۔ نیز جیوش انصار کی طرف سے اس موقع پر فوجی مظاہرہ بھی ہوگا۔

ضروری گذارش، جواب طلب اور کیلئے جوابی کارڈ یا کٹ نہ مانجا ہے، ورنہ دفتر جواب کا ذمہ دار نہیں ہوگا، منبھر

# بنگش اور کلب علیؑ کی ملاقات

(از خان زادہ غلام اسماعیل خالص بنگش)

بنگش، دوست کلب علی سیاحت چترال کی وجہ سے پچھلے مہینے آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ امید ہے کہ آپ نے اس حرکت سے فائدہ اٹھا کر قرآن مجید کے متعلق اپنے عقائد کا مطالعہ کیا ہوگا۔ آپ کو شاید سیرا پچھلے سال کا سوال یاد ہوگا اس سال سے بھی زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر آپ نے ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اوریت و لیل میں ہی چودہ پندرہ مہینے گزار دئے ہیں۔

کلب علی، واقعی آپ کا سوال مجھے یاد نہیں رہا، آپ کس موضوع پر تبادلہ خیالات کرنا چاہتے ہیں، بنگش میرا دعا صرف ایک ہی ہے وہ یہ کہ اس موجودہ قرآن پر جو چار دانگ عالم میں مشہور و معروف ہے۔ ہمارے ایمانیان مذہب کا ایمان نہ تھا۔ اور اب تم تمام دنیا کے رافضیہ جو اس قرآن کے ساتھ اپنا رابطہ تابتے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نمبر اسکے تم نہ مسلمانوں میں شامل ہو سکتے ہو نہ مجوس ہیود نصارائے کے ساتھ مل سکتے ہو۔ بادل ناخواستہ مباحثہ اور مناظرہ کے وقت اسی فرقان کو پیش کر کے خود کو نمونین کے لقب سے لپکار رہے ہو۔

کلب علی رکلب عباس سے کیوں مرزا صاحب بنگش کو دندان شکن جواب دے کر اس سے اپنا چمپا چھوڑنا چاہئے۔ کلب عباس، براہرم بنگش ہیں اگر سب سے تودہ پہلے رسالہ (کفر شکن) کا جواب دے، جو اس کے پڑوس میں مرزا یونس حسین لکھنوی نے پاڑہ چنار کرم سے شائع کیا ہے اور اگر اس کے پاس موجود نہ ہو تو پاڑہ چنار کے مشن سے لغتیت ایک آنہ خرید سکتا ہے،

بنگش، پھر وہی ادھر ادھر کی باتیں سوال از ایمان جواب از آسمان، کلب علی تو قرآن شریف کے بارے میں تصفیہ چاہتا ہے اور آپ رسالہ (کفر شکن) کی بحث کو چھوڑتے ہیں لیکن اس میں آپ قابل ملامت نہیں۔ کیونکہ آپ کے ایمانیان مذہب بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ قرآن مجید میں تو قصہ مذکور ہوتا ہے مونس علی اسلام اور فرعون کا۔ لیکن امام صاحب جھٹ پٹ اس میں شیونکو شامل کر دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی پوچھنے والا ان سے پوچھتا۔ کہ حضور وہ شیعتہ تو مسلمان ہی نہ تھا۔ آپ کیوں اپنے شیونکو اسلام سے خارج کر رہے ہو۔ تو نہ معلوم جواب میں کیا ارشاد فرماتے۔ کفر شکن کا جواب تو کیا کید المہجرین حصہ دوم میں جس انداز سے دے چکا ہوں وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وقت تو کلام اللہ کے متعلق تصفیہ مزا چاہئے۔

کلب علی، درحقیقت ہم ابھی تک مکمل طور پر تیار نہیں۔

بنگش، تو میں بھی ہمارا پیچھا چھوڑنے والا نہیں۔



کلب علی صاف صاف بتلاؤ کہ آپ اس معاملہ پر اس قدر مصکوب ہیں۔

بنگش، عام مسلمانوں کو بتلانا اور ان کے ذہن نشین کرنا ہے کہ اسلام پر قائم رہنے کے لئے نبی کریم نے دو چیزیں چھوڑیں ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ہے (انی ثلثت فیکم امین ما ان تمسکتمہما فی تضلوا کتاب اللہ وسنتی) کہ میں دو چیزیں تم میں چھوڑا ہوں۔ اگر ان پر عامل رہو گے تو ہرگز گمراہی میں نہ پڑو گے۔ قرآن مقدس اور میری احادیث۔ حالانکہ ان ہر دو سے شیعہ بیزار ہیں۔ تو پھر ایسی صورت میں ان کا اسلام کے ساتھ کیا واسطہ۔ عاشورہ کے دن ماتم دلدل نکالنا وغیرہ کیا یہ اسلام کے طریقے ہیں یا دسہرہ وغیرہ ہندو رسوم کے نونے افسوس ہے کہ ہمارے بعض سنی بھی نفسانی لالچ سے ان مشرکاتہ رسوم میں شامل ہوتے ہیں۔ جن کی عارضی طور پر آؤ بھگت بھی ہوتی رہتی ہے، لہذا اصلی غرض اپنے اہل سنت بھائیوں کو بیدار کرنا۔ اور خلافت شرع افعال سے بچانا ہی ہے۔

کلب علی، افسوس کہ آپ نے حدیث بیان کرتے وقت خیانت سے کام لیا۔ حدیث شریف کا آخری حصہ کتاب اللہ وعترتی ہے، یعنی کتاب اللہ اور میرے اقربا اور حکم ہے کہ قرآن اور میری عترت کے پیرو رہو۔ تو تم لوگ گمراہی سے بچ جاؤ گے۔ اور عترت میں سب سے اول اہل بیت داخل ہیں اور وہ سوائے اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور کون ہو سکتے ہیں علی صراط مستقیم اور حسین اس کے ساتھ مانند یک قالب و دو جان ہیں لیکن آپ نے ان کو نظر انداز کرنے کے لئے اپنے پسندیدہ لفظ سنتی کو پیش کیا۔

بنگش، میں کہتا ہوں کہ آپ خود بھی دھوکہ میں پڑے ہیں اور اپنے ساتھ باقی دینا کو بھی دھکیل رہے ہیں۔ اگر آپ کے پیش کردہ حضرات کو اہل بیت مان کر پیروی کی جائے تو روز قیامت تک بھی منزل مقصود پر پہنچنا ناممکن ہے دیکھ کلب علی ذرا سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ ہمارے مذہب کے مطابق (علی رضی اللہ عنہ) کا صراط مستقیم تقیہ تھا۔ جب سپر چوبیس سال تک متواتر بقول شما کار بند رہے۔ حتیٰ کہ آپ کی ظاہری غاڑ باجماعت بھی قابل اعتبار نہ تھی۔ ظاہر میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھتے رہے۔ اور باطن میں ان کو بطور تنوین مسجد تصور کرتے رہے۔ ملاحظہ ہو روح المس المؤمنین چھاپہ ایران (۱) اور اس طرح بارہم زندگی بسر کرتے رہے، اور حسین رضی اللہ عنہ کا صراط مستقیم ترک تقیہ تھا جس نے اپنے والد بزرگوار کے تقیہ پر لات مار کر تلوار ہاتھ میں لے لی۔

(لطیفہ) شیراز واقع ایران کے شاہراہ پر ایک آدمی مشرق کی جانب جا رہا تھا سعدی علیہ الرحمۃ کے دریافت کرنے پر اس مسافر نے کہا کہ آغا میں توج کعبۃ اللہ کو جا رہا ہوں سعدی صاحب نے اس کو سمجھایا کہ برا در کعبہ اور مکہ مکرمہ تو مغرب کی طرف عربستان میں ہے اور یہ جو آپ جا رہے ہیں (اس راہ کہ تو میری بہ ترکستان است) اسی طرح آپ کے عقیدہ کے مطابق اہل بیت کا صراط مستقیم ایک دوسرے کے خلاف ہے۔ ان دونوں میں سے ضرور ایک خطا، اور غلطی پر تھا۔ پس معلوم ہوا کہ عترت کا لفظ کسی خدائی کی عقیدت مندی کا نتیجہ ہے (دوم) یہ کہ عترت و اہلبیت میں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم کرم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد و اخفاء بھی داخل ہیں ملاحظہ ہو! مجالس المؤمنین ص ۸۷) جن کو آپ کے امام جعفر صاحب الملقب بہ صادق بدترین خلائق بلکہ بنی امیہ سے بھی بدتر سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو! کافی کتاب الروضۃ صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۲۔ ایسی حالت میں آپ کا عزت عزت پکارنا کس قدر بیودہ اور صداقت سے کوسوں دور ہے۔

**کلب علی** اچھا اس وقت میں آپ سے رخصت ہوں، شاید آئندہ ملاقات پر آپ سے قرآن شریف کے شغاف گفتگو کے لئے کوئی مفید مطلب مصالحہ ہم پہنچا سکوں،

**بنگش** (ردی گل سیرتہ دیم و بہار آخر شد) آؤ کلب علی جان! کچھ مقدس جھوٹ کے ساتھ رشتاں کروں، **کلب علی**، جھوٹ اور پھر مقدس سچ ہے پٹھانوں کی کھوپڑی بھی عجیب طرح کی ہوتی ہے جس میں ہر چیز سما سکتی ہے۔ **بنگش** آئیے سنیے میں آپ کو زیادہ انتظار میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اگر آپ نے میرے پیش کردہ فقرہ کے صوبہ حال اور اسم با سمنی نہ پایا۔ تو پھر جو دل چاہے کہنا۔

(مقدس جھوٹ) کافی کتاب الروضۃ ص ۲۹

خطب امیر المؤمنین محمد اللہ علیہ السلام علی النبی تمیز قال علمت الاولایۃ قبلی اعمالا خالفوا فیہا رسول اللہ محمد بن خلفا، یعنی فرمایا شیعوں کے امیر المؤمنین نے کہ ہم سے پہلے اصحابِ ثلاثہ نے جو حکومت کی اس میں دیدہ و دانستہ پیغمبر خدا کے برخلاف چلتے رہے یہ ہوا مقدس جھوٹ۔

ناقضین لعنہم (۱) رسول خدا کے عہد کو توڑتے تھے..... یہ ہوا جھوٹ۔

مغیرین (۲) لسنۃ (۳) ان کے طریقوں کو بدلاتے تھے..... یہ ہوا جھوٹ۔

فرض امامتی من کتاب اللہ و سنتہ نبویہ (۴) اور میری امامت قرآن اور حدیث سے فرض ہے، یہ ہوا جھوٹ۔

کیا خدا نے ایسے شخص کو امامت کے لئے منتخب فرمایا جس کے افعال کے کچھ نہ تو نے مقدس جھوٹ کے ماتحت بدینہ ناظرین کیے گئے، اس نے نہ تو نبی کریم کی سنتوں میں اصلاح کی، نہ سابقہ ظالمانہ فیصلوں کو منسوخ فرمایا۔ نہ حرام کاری اور زنا کاری کو روکا نہ قرآن مجید کے احکام کو لوگوں میں جاری کرایا۔ جس کے واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے تھے تو میں کہ سنا ہوں، ثلاث اذا فسدت ضیاری ولوردت فدا (۱) وراثۃ فاطمہ (۲) اور اگر باغِ زندک اولادِ فاطمہ کو واپس دیدوں جھوٹ (۳) پھر کیوں آیا؟

وہ دوت قضایا من الجور قضی (۴) اور اگر ان کے ظالمانہ فیصلوں کو توڑ دوں (۵) جھوٹ (۶) پھر کیوں نہ توڑا؟

ذنوعت نساء تحت رجال بغیر حق (۷) اور اگر عورتوں کو لوگوں سے چھڑاؤں جو کہ ناحق ان پر قبضہ کیا ہے یہ ہے جھوٹ (۸) پھر کیوں نہیں چھڑایا اور زنا کاری کو نہ روکا؟

وردت ما قسم من ارض خیبار و محوت دواوین (۹) جھوٹ (۱۰) پھر زمینِ خیبر کے غیر منصفانہ تقسیم اور خود غرضانہ

عطیات کو فسوخ کر کے میزان انصاف کو کیوں قائم نہ کیا؟) وردت دار جعفر و ہدیتھما من المسجد اور سجنہ نبی کے جس حصہ میں مکان جعفر کو شامل کر کے، اصحاب ثلاثہ نے مسجد کو کشادہ کیا تھا۔ اس حصہ کو ویران کر کے مسجد سے علیحدہ کرتا ہے جھوٹا دیکھ کر کیوں مسجد پر دست درازی نہ کی؟) حومت المسیح علی الخفین و حدت علی النبیل) یہ ہے دلیل جھوٹا دیکھ کر کیوں موزوں پر مسیح حرام نہ کیا۔ اور کیوں انگور کے شیرہ پینے پر حد جاری نہ کی؟)

وحدت الناس علی حکم القرآن) جھوٹا مع گناہ کبیرہ عظیم دیکھ کر کیوں قرآن کے حکم کا اجرا نہ کیا۔ اور امت محمدی کو گمراہی میں چھوڑا؟) وردت سبایا فارس و ساثر الاہم) اور ایران سے مال غنیمت میں لائی ہوئی عورتوں کو معہ دیگر ملتوں یہود اور نصاریٰ کے سب کے سب کو غلامی سے آزاد کرنا یہ ہے سفید جھوٹا۔

اگر واقعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ خطبہ دیا ہوتا۔ تو شہر بانو کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے لیکر وژنا اور اقرباے نزدیک کے حوالہ کر دیتے۔ پیارے کلب علی آخر کہاں تک آپ کو گشتا جاؤں۔ اور اسی کو میں کہتا ہوں مقدس جھوٹا جو آپ کے نائب کے بانیوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب کیا ہے، اور اسپر محبت علی رضی اللہ عنہ کہلاتے ہیں، شرم! شرم! کلب علی، اوشوخ طرا کی اتم نے خود جھوٹا کے ساتھ کو حرف شرط کو نہیں پڑھا ہے، ابند اسی سے شکاکشا کا یہ جملہ تامل غور ہے، لتفرقی عینی حندی حتیٰ لغی و حدی) جواول آخر ب مضمون کے ملانے سے نتیجہ اور مطلب یہ نکلتا ہے کہ ان سب امور کی جو تذکرہ ہوئے اگر میں اصلاح کرتا اور ہر ایک امر کو راست طریقہ سے انجام دیتا تو اس صورت میں لشکر مجھ سے جدا ہو جاتا۔ اور مجھے کیلا چھوڑ دیتا

(ہنگش) واہ واہ! امام شافعی صاحب کے ممدوح واہ واہ۔ (علیٰ حبہ حبہ، قسیم النار والجنہ،

وحی مصطفیٰ حقا، امیر الاہل والجنہ) صرف اس خیال سے کہ ہمارے لشکر والے جدا ہو کر ہم کو کیلا چھوڑ بیٹگے، اور چوبیس سال کے بعد خدا کا کہ جسے جو دلی تمنا پوری ہوئی ہے اب پھر کس پرسی میں پڑ کر کیوں اپنے اوپر شامت لے آئیں، کیا ایسے طالب دنیا حکومت کے پیچھے پڑنے والے وحی مصطفیٰ ہو سکتے ہیں۔ دیکھ کلب علی مقدس جھوٹا کے سلسل میں اور بھی کئی جھوٹ درج ہیں۔ ملا خطہ ہو کتاب روضہ کے محولہ بالا صفحہ ۳۰، ۱۶۹ لیکن اس وقت میں اسی مرقومہ پر نظر ثانی کر کے ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ رافضہ نے دیگر اصحاب باصواب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر بھی کیسی بری طرح حملہ کیا ہے اور ان پر الزامات عائد کئے ہیں۔ کہ انہوں نے اول رسول خدا کی منتوں کی اصلاح نہ کی، دوم فداک حقداروں کے سپرد نہ کیا۔ سوم غیر مصنفانہ فیصلوں کا تصفیہ نہ کیا، چہارم عورتوں کو زنا میں مبتلائے مصیبت چھوڑا، پنجم اراضیات خلیبر اور جاگیر بیت معصومہ میں کوئی رد و بدل نہ کیا، ششم مسیح نبی کے گرانے کا دلی ارمان نہ کمال کے منہدم موزوں پر مسیح کرنے کے فعل حرام کو منع نہ کیا، ہشتم بنیہ شہر انگور کے پینے والوں پر حد جاری نہ کر کے، بالخصوص امر شہم قرآن مجید کی طرف متوجہ ہو کر ان کے منزل من اللہ احکام کو لوگوں میں جاری نہ کر کے جس قسم کی لاندہی اور سیدی

میں لوگ مبتلا تھے، اسی گمراہی میں رہنے دیا، دہم اصحابِ ثلاثہ نے چوبیس سال تک جب قدر ممالک، محوس، ہیود، اور نصارے سے لاکھوں نفر بانیوں کے بعد حاصل کئے تھے وہ سب بے کار اور حرام محض تھے۔ ان کے مالِ غنیمت اور لائے ہوئے غلام اور لونڈیاں سب کی سب حرام تھیں، جن کو آزاد کرانے کا ارمان دل میں لے گئے۔ اور شامی لشکروں نے ان کو حملت ہی نہ دی۔ کہ ہیود نصارے اور ایرانی آتش پستوں سے اپنا رشتہ اتحاد لگا کر ان سے لائے ہوئے سب غلام اور کنیزوں کو آزاد کر کے ایک بڑے سپاہیہ پرفیڈرٹین قائم فرمائے، بہر حال ان سب امور کی اصلاح محض اس لئے نہ کی۔ (التفریق عتیٰ جبندی) کہ مجھ سے میرا لشکر میں ناراض ہو کر چلا نہ جائے (حتیٰ انبیٰ وحدیٰ) جس سے ایسا نہ نہ ہو کہ اکیلا رہ جاؤں۔ (النقد خیار من الذبیہ) کے ماتحت دنیا کو عقبیٰ پر مقدم رکھا،

اشنعقر السدا الغظیم، ان سبحان علی کے کارنامے دیکھو، اور ان کے جبل و فریب کے جال سے بچو،

## جملہ قارئین کے نام ضروری اطلاع

جریدہ شمس السلام کے مصارف میں تخفیف کا فیصلہ کیا گیا ہے، لہذا جن احباب کے نام تجریدہ وصول کئے رسالہ بھیجا جا جا رہا ہے وہ اپنا زرچندہ بذریعہ نئی آرڈر ارسال فرما کر ممنون کریں۔ آئندہ کسی صاحب کی خدمت میں بلا معاوضہ رسالہ بھیجنے کا طریقہ بند کر دیا گیا ہے، نیز وہی پیسٹرم بھی جریدہ کی ہستی کیلئے مستقل خطرہ ہے لہذا کسی صاحب کی خدمت میں رسالہ بذریعہ پی آر سال نہ ہوگا جن حضرات کی سیعاد خریداری ختم ہے ان کے رسالہ کے پہلے صفحہ کے نیچے سرخ سنپل سے نشان دیا جائیگا، ایسے اصحاب اپنا زرچندہ بذریعہ نئی آرڈر روانہ فرمائیں ورنہ انکے نام آئندہ کے لئے رسالہ بند کر دیا جائیگا، مسلسل خسارہ کی سبب اپر کارخانہ جریدہ ایسا کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں،

# نور

علمی، ادبی، اخلاقی، تفریحی، صنعتی  
تجاری، مجلہ، ماہنامہ  
سالانہ چندہ ایک روپیہ — نمونہ مفت منگوئے

ناظم مجلہ ”نور“ جالندہر شہر

شفائے کیمبریں جی افسر لکھنؤ، دماغ کا محافظ ڈر دسر  
حکمی دماغ اور کچرا نیکو نازل کرتا ہے، دلوں اور فرحت اور قنوت نشینا ہے۔ ان  
تمام اسباب کو جو نزل کا باعث ہوتے ہیں دور کرتا ہے، خون صالح بکثرت پیدا  
کر کے جسم کو فرو کرتا ہے، حافظہ کا نگہبان ہے، کتب میں کشیدہ کار اور ایک دماغی  
کام کرنے والے کا فریق ہے۔ قیمتی اجزاء سے تیار کیا جاتا ہے، کامل دوا ہے،  
قیمت۔ تو لے پیکر حصول اک۔ ہر خاک ۳ ماہ، ہمراہ دودھ، المٹھس،  
قیمت، دواخانہ چشمہ شفا، بھیرہ پنجاب

مرواتی فان من شرب الخمر كان مضیعا فی عرضه و مرواته فقال فبلغ ذلك رسول الله صلی  
 اللہ علیہ وسلم فقال صدق ابو بکر صدق ابو بکر موتین انتحلی مختصرا افسوس جے شراب نہ  
 پینے کی جناب رسول اللہ تصدیق فرمادیں اس کو امتیان ابن سبا متهم مشرب خمر ٹھہراویں ہذا ابہتان عظیم  
 اور اکابر اہل سنت کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا یہ تو مقرض اور اس کے اسلاف کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے  
 بھلا کہے تو سہی کہ ابن حجر نے کس کتاب کے کس جلد اور کس صفحہ میں یہ بات لکھی ہے اور بالفرض لکھا ہو تو روایات  
 صحیحہ کے مقابل میں کسی کا قول کب معتبر ہے اور علی السبیل التسلیم یہ بھی کہ سکتا ہوں کہ قبل از حرمت خمر شراب کا پینا  
 قابل اعتراض نہیں ہے پس مقرض پر تصحیح نقل و تصحیح روایت بھی لازم ہے کہ بعد از حرمت خمر شراب کا پینا ثابت کرے و لہ  
 فیعدوا ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا اور کیا عجب کہ یہ شراب بھی ویسا ہی ہو جس کا مرتے دم پینا آجکل کے  
 انباری روافض نے حضرت عمر کی طرف منسوب کیا ہے اور شراب اور خمر کا مفہوم کلام عرب میں اپنی جہالت و عبادت سے  
 واحد قرار دیا ہے۔ فندبر۔

## ذکر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قولہ۔ ایک شب حضرت عمر نے ایک مکان سے گانے کی آواز سنی حضرت دیو اچھا نکر اس مکان میں بے اجازت  
 مالک مکان کے چلے گئے اور فرمایا تم لوگ خلاف شرع کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ عوام میں تو جو کچھ کرتے ہوں  
 مگر اس وقت حضور نے تین گناہ اور خلاف حکم متروک خدا و رسول کیا علی خلاف حکم خدا و رسول سید سے در سے نہ گئے  
 علی خلاف حکم رسول بلا میری مرضی کے میرے گھر چلے آئے علی خلاف حکم رسول خدا آپ نے تجسّس کی۔ آپ نے قبول کی۔  
 دیکھو سیرۃ الفاروق ص ۱۱۱ **اقول** اولاً ہم سیرۃ الفاروق کی اصل عبارت نقل کر کے اہل ندین و حیا کو امتیان ابن سبا  
 کی دیانت و حیا دکھلاتے ہیں اور ان کی راست بازی و ایمان داری کا اظہار کئے دیتے ہیں۔ عوام الناس کو جو غیظہ وقت کے  
 ساتھ سادات اور آزادی حاصل تھی۔ اسکی بہت رعایت کی جاتی تھی۔ حضرت عمر ایک رات دینہ میں پھر رہے تھے  
 ایک گھر سے گانے کی آواز سنی دیوار کی راہ سے اس گھر میں گئے ایک مرد اور ایک عورت کو شراب پینے میں مشغول دیکھا  
 اسے طاعت کرنے لگے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے ایک جرم کیا اور تم نے تین۔ خدا نے تجسّس کرنے اور پس دیوار سے

۵۵ چنانچہ جناب امیر کی ایک روایت سن رہی ابی عبد اللہ الرحمن (تسلیم عن علی ابن ابی حمزہ) او لہذا عدا و عبد الرحمن  
 بن موت فسقا بما فیہ ان یخمر الخمر فالتعمیر علی فی المغرب فقر قتل یا ایہا الکفر فخطا فیہما من ولت لا تفرجوا الصلوات  
 وانتم سکار حتی تعلموا ما تقولون رواہ ابو داؤد فی اول کتاب الا شوبہ فی باب فی تنہیہ النخی ۱۲ منہ منہ

کسی گھر میں داخل ہونے اور کسی دوسرے کے گھر میں بلا اجازت جانے سے منع کیا ہے۔ آپ نے یہ تینوں کام کئے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا اگر میں محاف کروں تو آئندہ اس فعل سے توبہ کر لیگا۔ اس نے اقرار کیا کہ امیر المومنین پھر ایسی حرکت کبھی نہ کروں گا۔ اب اہل بصیرت مخترع کے اس جملہ کو ”ہم لوگ تو جو کچھ کرتے ہیں“ سیرۃ الفاروق کے اس جملہ سے ”میں نے ایک جرم کیا“ موازنہ کریں پھر یہ فرمائیں کہ مخترع کا یہ جملہ ”آپ نے قبول کیا“ سیرۃ الفاروق میں کہاں ہے اگر کسی کو میری نقل میں شبہ ہو تو سیرۃ الفاروق کچھ نایاب کتاب نہیں ہے، گیا، پٹنہ، غالباً ہر جگہ کے کتب فروشوں کے یہاں یہ کتاب ملیگی۔ جائیے اور دیکھ آئیے اس را کہ حساب پاک است از محاسباں چہ باک؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قولہ جس وقت حضرت کا ایمان لانا بیان کیا جاتا ہے اس وقت جناب رسول مقبول نے فرمایا تو مسلمانوں کے  
 ستانے سے کب باز آئیگا۔ جب عند تجھ غضب نازل کریگا سیرۃ الفاروق ؓ اقول اہل عناد کی ایمانداری اسی  
 سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ اُدھی بات کو نقل کرتے ہیں اور اُدھی مضمہم کر جاتے ہیں۔ دیکھو اسی عبارت کے ساتھ سیرۃ الفاروق  
 میں لکھا ہے: حضرت عمرؓ نے اسکے جواب میں اثنی عشر اذک رسول اللہؐ کہا۔ حضرت نہایت خوش ہوئے  
 اور مادرِ ازلہ اللہ اکبر زبان مبارک سے فرمایا: ارباب بصیرت فرمائیے تو یہی کہ اس واقعہ سے حضرت عمرؓ کی

تقریب ثابت ہوتی ہے یا نہ۔ یہ کسی نے کہا ہے۔ ہنجر شیم عداوت بزرگتر عیب امت۔ اسی قصہ کے متصل لکھا ہے۔

۲ ایک دیگر مصنف لکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا آنحضرتؐ کے ہاتھ پر یک بیک اسلام لانا ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ پال رپوس رسولؐ کا حضرت مسیحؑ کے ہاتھ پر۔ **قولہ** حضرت جھوٹ بولتے تھے سیرۃ الفاروقؓ میں خود حضرت کا قول ہے کہ کل جو میں بولا وہ صحیح نہیں تھا۔ اور وہ خدا کی کتاب اور اس کے وعدے کے خلاف تھا۔

**اقول** ناظرین پہلے سیرۃ الفاروقؓ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سارا قول دیکھئے۔ میں تو اپنی اس خواہش کے خیال سے کہتا تھا کہ پیغمبر خدا بھی اور زیادہ دنوں تک ہم میں رہنے اور اپنی زبان مبارک سے ہم کو نصیحت اور ہدایت کرنے۔ لیکن خدا نے ان کو ہمارے پاس سے اپنے پاس بلالینا پسند کیا ہے۔ مگر خدا کا کلام جو خدا نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنے رسولؐ کو بخشا ہے وہ ہمارے پاس موجود ہے اس پر عمل کرو۔ اور پھر اصل واقعہ دریافت کیجئے کیا ہے۔ اس کے بعد اعتراض کی تحقیق خود واضح ہو جائیگی۔ بات یہ ہے کہ بروز وفات حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فوطیہ عالم سے حضرت عمرؓ جو اس باختم ہوئے تھے اسی مدہوشی میں آپؐ فرمانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر گزشتہ نہیں ہوا ہے۔ جو ایسا کیسا میں اس کی گردن ماروں گا۔ آخر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر شریف پر خطبہ پڑھا اور اخلاص مبدئ و الحمد مدینون وغیرہ آیات کریمہ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک روز انتقال فرمانا ثابت ہوتا ہے پڑھ کر سنایا ان آیتوں کے سنتے ہی حضرت عمرؓ کو فاقہ ہو گیا۔ اور وہ ساری مدد شانہ کیفیت جاتی رہی راور نے تحقیق حضرت صدیقؓ کی یہ پہلی کرامت تھی کہ آپؐ کے کلمات طہیات کو سنتے ہی تمام لوگوں کو ایک اطمینانی کیفیت حاصل ہو گئی اور اسی واقعہ سے آپؐ کا صبر جمیل اور کمال استقامت بھی اہل بصیرت پر واضح ہو گیا۔ ہاں کور باطنوں کو کجبر غیبت و خسران کے اور کچھ حاصل نہیں۔ سبحان اللہ کیا صبر تھا۔ اور کیا استقامت تھی۔ جس نے تمامی اصحاب کی اس کمال پریشانی میں دستگیری فرمائی۔ اور جو سب کے صبر و سکون کا باعث ہوئی، اسی واقعہ کے متعلق حضرت فاروقؓ دوسرے روز فرما رہے تھے جب کو کور باطنوں نے قابل اعتراض سمجھا ہے اور نے تحقیق یہ کہاں تک قابل الزام ہے۔ اہم فہم و فہم سے مخفی نہیں۔ علاوہ بریں حضرت مقرر سے پوچھیے تو یہی کہ صحیح کا مقابل غلط ہے یا جھوٹ۔ جب آپؐ کو نہ جھوٹ کی تیز نہیں پھر بے پر کی لمبہ پروازی سے کیا حاصل۔ اہل عقل جانتے ہیں کہ جھوٹ بون النبتہ فسق اور خافض عصمت ہے نہ کہ غلطی کا دافع ہو جا یا جھوٹ چوک سے پاک ہوا خدا کی صفت ہے انسان کی کیا مجال۔ کہ دعویٰ سمسری حضرت ایزد متعال کرے پس اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے خرن و ملال کے موقع میں کوئی غلطی ہو گئی تو اس کو محل اعتراض سمجھنا بڑی حماقت و عین غناہ ہے، خذل اللہ اعداء الدین ومن سب الخلفاء الراشدين (مرضوان اللہ علیہم اجمعین)



## ذکر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

قولہ نہایت العقول میں ہے کہ خلفاء غاطی اور غیر معصوم تھے اور شیطان ان پر تسلط کرتا تھا اقول شیاطین کا یہی کام ہے باقی جواب پہلے گذرا قولہ اپنے قبیلہ کے پالاش میں مسلمانوں کا حق تلف کرنا آپ کا مشہور ہے، اقول اور افضل و خواجه کے یہاں تو سب کچھ مشہور ہے۔ مگر اس کو واقعیت سے کوئی سروکار نہیں۔ باقی جواب تفصیلی تجزیہ دیکھو۔

### بحث عدل

## عدل امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

قولہ حضرت علی کے عدل کی کون تعریف کر سکتا ہے مشہور ہے کہ جب ابن ملجم نے آپ کے سر مبارک پر ضرب کاری لگائی اور لہجہ گرفتار ہو کر آیا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ کہ جب تک میں زندہ رہوں۔ اس کو وہ آب و غذا دو جو مجھے دو۔ اور اگر میں مر جاؤں۔ تو اس کو صرف ایک ضربت لگانا۔ کیونکہ اس نے مجھے صرف ایک ضربت لگائی ہے۔ چنانچہ جب تک آپ زندہ رہے اپنے قاتل کو آب و طعام سے سیراب کرتے رہے اقول حضرات شیعہ تعریف بھی ایسی کرتے ہیں جو نے استحقاق سے بوجہ صلح ہوتی ہے یا طعن صریح۔ حضرت امیر المومنین نے جو ابن ملجم کعبخت کو وہی غذا دینے کو فرمایا جو آپ کو دی جاوے بھلا اس میں تعریف کیا ہے مر لیں کو پرہیزی غذا دی جاتی ہے۔ وہی ابن ملجم خبیث کو بھی دی جاتی ہوگی۔ اور پرہیزی غذا ہی کیا۔ اگر ایسا ہی احسان کرنا تھا۔ تو اور کوئی عمدہ سے عمدہ غذا دینے کو نہ مانے۔ علاوہ اس کے بقول آپ کے جناب امیر کرم اللہ وجہہ زائد ترین لوگوں میں تھے اور یہ بھی باعتراف اکابر شیعہ ثابت ہو چکا ہے کہ جناب امیر نے اپنے ایام خلافت میں اپنے برادر عزیز سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ کا وظیفہ کیا مقرر فرمایا تھا۔ کہ جو اور وہ بھی اس زہد یا کفایت اندیشی کے ساتھ کہ جھوٹا پیچھے اور نہ کتنا کھائے۔ کما مہر۔ تو کیا آپ نے بائیں ہمر زہر جو پر اکتفا نہ کیا ہوگا۔ بلکہ جب آپ نے اپنے بھائی کے لئے جو تجویز کیا۔ تو ضرور اپنے لئے کم سے کم ایک وقت کا فاقہ لازمی کر لیا ہوگا۔ اور یہ بھی قرین عقل نہیں کہ جس شخص نے ایسی زہدانہ زندگی بسر کی ہو وہ مرتے دم ترفہ اور متنعم کو پسند کرے۔ عرض ان نامی وجہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یا تو آپ نے مرض الموت میں مزید فاقہ کشی اختیار کی ہوگی۔ تو اس بنا پر اس کو بھی فاقہ کرنا پڑا ہوگا۔ اور یا اگر غذا ہی دی جاتی ہوگی۔ تو وہی جو کی روٹی۔ تو آپ خیال فرمائیے۔ کہ جب اقسار مقرر نہ ہو سوکھی روٹی آپ کے قاتل کی دعوت میں بھی صرف ہوتی ہوگی۔ اب اس کے ساتھ یہ تنبیہ بھی ملائیے کہ جناب امیر کو تو سوکھی روٹی مقتضائے عادت خوشگوار معلوم ہوتی ہوگی۔ مگر اس ظالم کو تو زہر مار ہی کرنا پڑتا ہوگا۔ پس فرمائیے۔ کہ

اگر جو کسی سوکھی روٹی بھی اس کو نہ دیتے تو کیا کرتے غرض بدلائل ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کی ایسی غذا قاتل کو دی جائے نہ اس ظالم کے عافیت و مرست کا باعث تھی اور نہ آپ کی مدح و ثنا کا سبب اور یہ دعوت بھی آپ کو اضطراب دینی پڑی تھی۔ کیونکہ نے انور تو قصاص لینا ناممکن تھا۔ قبل از وفات مقتول قتل جائز نہیں پھر اتنے دنوں اس کو کھانا پینا دنیا ناگزیر امر تھا۔

اب واضح ہو کہ یہ روایت بھی منجملہ مغترباتِ امامیہ ہے۔ کتب معتبرہ اہل سنت میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ ملک اس کا خلاف موجود ہے، زلیحی نے ترجمہ جلد دوم میں مجہم طبرانی سے نقل کیا ہے ولما دخل ابن ملجم علی علی بعد ان ضربه بالسيف علی قرقنه واوقف بین یدیه مکتوما قال له یا عدو الله ما حملک علی ما صنعت الہد احسن الیث الہد افضل معک کذا وکذا کذا ثم قال للحسن ان بقیت رایت فیہ رای وان هکلت من ضرتی ہذا فاخربہ ضربة فلا تعثر لہ فانی سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم ینہی عن المثلہ ولولا الکلب العقور یعنی جب ابن ملجم جناب امیر کے حضور میں آپ کے زخمی ہونے کے بعد لایا گیا۔ اور آپ کے سامنے منہ ڈھک کر کھڑا کیا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے ایسا کیوں کیا۔ کیا ہم نے تیرے ساتھ احسان نہیں کیا تھا کیا ہم نے تیرے ساتھ فلاں و فلاں و فلاں سلوک نہیں کئے تھے۔ اس کے بعد حضرت حسن سے فرمایا۔ اگر میں بچ گیا۔ تو اسکے معاملہ میں خود کوئی فیصلہ کروں گا۔ اور اگر اسی زخم کاری سے ہلاک ہو گیا تو اس زقاتل کا ایک ہی وار میں کام تمام کر دینا۔ مثلاً نہ کرنا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلاً سے منع فرمایا ہے۔ اگرچہ کاٹنے والا کتابو۔

جب آپ نے اس کی صورت دیکھنی گوار نہ کی تو اور خاطر مدارات کو اسی پر قیاس کرتے ہوئے اور نے الحقیقت وہ خبیث ظالم کسی قسم کی رعایت کا مستحق بھی نہ تھا۔ اور بے شک یہ آپ کے کمال تدبیر اور تقویٰ کی بات تھی غیظ النفس سے علیحدہ رہے اور جادہ استقامت سے تجاویز نہ فرمایا اور اس گردن زدنی کے مثلاً سے حسب ارشاد نبوی ممانعت فرمائی۔ ورنہ اس بے ایمان کیلئے توجہ سزا تجویز کی جاتی اس سے رائد کا وہ مستحق تھا۔ تاریخ سیدوطی میں ہے فتح قطعت اطراف ابن ملجم وجعل فی قوس صیۃ و احرق لا بالنار یعنی ابن ملجم کو قصاص میں مار ڈالنے کے بعد اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور نیل میں رکھ کر وہ جلادیا گیا کسی ناواقف کو ان دونوں روایتوں میں تعارض کا اشتباہ نہ ہو۔ کیونکہ مثلاً حالت حیات میں

۱۔ مثلاً کہتے ہیں ایک ایک عضو کو کاٹ کر مار ڈالنے کو۔

۲۔ اصل موجود نسخہ زلیحی میں مکتوما لایم ہے۔ مگر چونکہ یہ مبت غلط نسخہ ہے۔ اسلئے شبہ ہوتا ہے کہ کہیں دراصل مکتوناً بالفان ہو چکے معنی مشک بستہ کے ہیں رواہ العلم ۱۲ ولایت حسین غفرلہ۔

منوع ہے نہ بعدِ مائت۔ اس خصوصیت کی کم یہ ہے کہ مثلہ میں بلا فائدہ تہذیب و انداز سانی ہے اور اند آؤر تکلیف تو زندگی ہی کو ہو سکتی ہے۔ اور نیز بلا فائدہ کی قید سے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ بنظر علاج کسی عضو کا کاٹ دینا تعریفِ مثلہ میں داخل نہیں ہے اور یہی حال احراق بالناکار کا ہے۔ کہ زندوں کا جھلانا تو حرام اور مرنے کے بعد تنبیہاً ممنوع نہیں جانوروں کی ہڈی سے خوب کھانا پکا ہے۔ کوئی منع نہیں کرتا۔ اور زندگی میں بلا ضرورت ایک گرم سوئے سے بھی داغ دینا جائز نہیں ہو سکتا۔ پس اگر ارشاد مرقی صوفی حسبِ زعمِ روافض ہوتا۔ تو پھر حضراتِ حنین و دیگر شیعہ ان امیر المؤمنین نے امام معصوم کی مخالفت کر کے کیوں گنہگار ہوتے۔ بھلا یہ قطع اطراف و احراق بالناکار کسی چیز کا معاوضہ تھا۔ اور مساوات کہاں باقی رہی۔ پس حضراتِ حنین نے اپنے معصوم اور مظلوم باپ کی آخری وصیت کو کیوں نظر انداز فرمایا، ہاں اگر ازراہ کید ابنِ سبائی بنظر استخفاف حضرت امامینِ شیعہوں نے وہ روایت گھڑی ہے تو خیر۔ بلکہ سچ پوچھو تو حسبِ روایاتِ شیعہ حضرت عمر بنی افضل پھرتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کیونکہ صاحبِ کامل بھائی لکھتا ہے کہ حضرت عمر نے مجروحِ طفیل کے بعد اپنے قاتل کی نسبت فرمایا تھا کہ اوسکو آرا کر دینا۔ سبحان اللہ کیسا علم تھا اور رضا بالقضا کس درجہ غالب۔ کہ ایک نجوسی غلام اور وہ بھی قاتل امیر المؤمنین، آزادی کی سفارش کی جائے اور قصاص سے درگزر کرنے کو کہا جائے اور خطابِ امیر سے یہ بھی نہ ہو سکا۔ کہ اپنے قاتل کو جو نے الجملہ دعی اسلام تو تھا۔ قصاص سے بری فرما دیتے۔ بلکہ یہ بھی نہ فرمایا۔ کہ ایک حرب جو لگاؤ تو ویسا ہی لگاؤ۔ جیسا اس نے ہمیں لگایا ہے۔ نرائند گہرا زخم نہ لگا دینا۔ غرض اس اجمال و ابہام کو مدنظر رکھو اور پھر عدل و انصاف کی داد دو، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

۳۰

اور اصل بات یہ ہے کہ یہ مغرض جس کی آنکھوں پر تعصب کی ٹپی بندھی ہے غشاۃ عناد نے اسکو حق بینی سے مخدور کر رکھا ہے حکو نہ حق کی تلاش نہ ناخانی اندیشی سے پرہیز۔ اوسپر طرفہ یہ کہ علم سے سروکار نہیں۔ بلکہ جبل مرکب میں گرفتار ہمہ دانی کا دعوئے اور تخریبِ جبل میں نگوں سار۔ بھلا ایسوں سے بجز غلط بیانی اور بیہودہ لٹن ترانی کے کیا امید ہو سکتی ہے اسکو نہ محاورہ عرب کی خبر نہ عربی ادب سے بہرہ۔ پھر جو کچھ نہ ہو وہ کم ہے۔ قیاس تو یہ ہے کہ اس غریب نے فاضی کو بہ ضوجہ امتیاسم کے الفاظ کہیں اپنی کتابوں میں دیکھ لئے ہیں جس کا ترجمہ آپ نے خوش منہی سے یہ کیا کہ اوسکو صرف ایک ضربت لگانا۔ اگر حضرت مصنف اپنا نام ظاہر فرمائے تو ہر شخص کو ان سے دریافت کا موقع بھی مل سکتا تھا۔ مگر امام غائب کی طرح آپ کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ امام کا تو نام بھی معلوم ہے۔ آپ تو قہر گمنامی میں ایسے گرے کہ صدائے بنحوست

عدل قاتل الکفر والنزادیق سیدنا ابی بکر الصدیق کرم اللہ وجہہ

قولہ سعد بن عبادہ صرف اس جرم میں قتل کیا گیا۔ کہ اس نے دعویٰ خلافت کیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ سعد نے خلافت

حکم خدا و رسول ایسی خواہش کی تھی اس لئے اس سزا کو پونچے۔ تو میں اتنا ضرور پوچھوں گا۔ کہ حضرت ابوبکر کی خواہش کے لئے کہاں حکم خدا اور رسول تھا۔ اگر تھا تو آپ نے حضرت عمر اور ابو عبیدہ کو کیوں نامزد کیا تھا **اقول** **علا** سبیل التسلیم ہم کہہ سکتے ہیں کہ حدیث اکاثمۃ من القریش حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اعلان دعویٰ کی بین دلیل تھی۔ اب واضح ہو کہ یہ بھی منقرض شیعہ سے ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کبھی مدعی خلافت نہیں ہوئے بلکہ قبل ان تھا و بعیت صدیقی ثقیفہ بنی ساعدہ میں جس وقت انصار رضی اللہ عنہم کی طرف سے منامیہ و منکمہ امیر کہا جا رہا تھا۔ بعض لوگ حضرت سعد بن عبادہ کو جو دشمن الانصار تھے امیر بنائے کی خواہش کر رہے تھے۔ مگر جب حضرت صدیق نے اپنے خطبہ طویل میں فرمایا و لقد علمت یا سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وانت قاعد فریش ولا تہذا الامر تو حضرت سعد نے جواب فرمایا صدقت ونحن الموثر ذاء و افتہ الامراء کمائی تاریخ السیوطی، اسی روایت کے بعد علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ ویوخذ منہ ضعف ما حکاہ ابن عبد البر ان سعد ابی ان سیایع ابابکر حتی لقی اللہ اور ابو عبیدہ کو نامزد کرنا بھی سراسر غلط۔ بلکہ اصل روایت یوں ہے کہ قبل از بعیت صدیقی حضرت عمر نے پہلے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے رغبتاً حضرت صدیق کے نسبت اون کا خیال دریافت کرنے کو بعیت کرنا چاہا۔ اور وجہ یہ بیان کی کہ آپ بارشاد نبوی امین است ہیں حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا ہم نے تمہارے اسلام لانے کے بعد سے اس کے سوا کبھی تمہاری کوئی ضعیف رائے نہیں دیکھی انتابیعہ و فیکمہ الصدیق و ثانی اثین کیا تم سیری بعیت کرنی چاہتے ہو حالانکہ تمہاری جماعت میں صدیق یا رعا موجود ہیں کا نے الصواعق، اسی سے معلوم ہو گیا کہ حضرت صدیق نے نامزد کرنا چاہا تھا۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نامزد کرنے کی وجہ سنئے صواعق میں ہے۔ کہ حضرت صدیق نے حضرت عمر سے کہا ہاتھ بڑھاؤ ہم تمہاری بعیت کرتے ہیں حضرت عمر نے عذر کیا۔ کہ آپ ہم سے افضل ہیں حضرت صدیق نے جواب دیا تم ہم سے قوی تر ہو۔ پھر حضرت صدیق نے اسی کو دوسرا بیعت حضرت عمر نے جواب دیا۔ کہ آپ کی افضلیت کے ساتھ میری قوت بھی آپ ہی کے لئے ہوگی یہ کہہ کر حضرت صدیق کی بعیت کی۔ اس کے بعد یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت عمر کی نسبت حضرت صدیق کے خیال کی کوئی وجہ تھی یا نہیں، نہیں اس کی وجہ صریح موجود تھی۔ حدیث میں وارد ہے کہ حضرت صدیق و تراول شب میں پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت عمر آخر شب میں۔ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپ نے حضرت صدیق کے فعل کو حرم و احتیاط پر محمول کیا۔ اور حضرت عمر کے طرز عمل کو قوت پر مبنی ٹھیکر یا۔ پھر حضور نبوی کے ارشاد سے بڑھ کر حضرت عمر کو قوی سمجھنے کی

ما حضرت فاروق سے

ما حضرت ابوبکر سے اور حضرت عمر سے اور حضرت سعد کو ابی ہریرات مدافعت جبکہ حدیث

لہ بقول مقرر حضرت صدیق کا اگر نے الحقیقت ایسا خیال ہونا کہ سارے دعویدار خلافت قتل کر دے جائیں۔ تو مواء اللہ سے پہلے جناب امیر کی شہادت کی نوبت آتی۔ پس جناب امیر کو ابی ہریرہ کی کس مہر سی چھوڑ دینا اور حضرت سعد کو ابی ہریرات مدافعت جبکہ حدیث

اور کیا توی وجہ ہو سکتی ہے غرض جب حضرت عمر کا توی ہوا حسب ارشاد نبوی ثابت ہو چکا۔ اور منصب خلافت کیلئے  
توثیق نے الدین ہی کی ضرورت ہے پھر اگر حضرت صدیق نے حضرت عمر کو نامزد کرنا چاہا۔ تو کون بے دلیل کام کیا اور  
صاحب تحفہ اثنا عشریہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں و انصار ہم پر غاش رہیں داشتند کہ خلیفہ از انصار ہم مضروب باید  
کردہ آنکہ ابوبکر قابل خلافت ست و در روایات صحیحہ اہلسنت ثابت است کہ سعد بن عباد و ہم با ابوبکر بعد این صحبت  
بعیت کروا پس جب حضرت سعد نے بعیت ہی کر لی۔ پھر قتل کی کیا وجہ تھی۔ اور حضرت سعد کا منکر خلافت صدیقی رہنا  
یقینی غلط ہے فی الصواعق، وان ما کلی من تخلف سعد بن عبادۃ عن البیعة مردود و ما یصح بذلک  
ایضاً ما اخرجه الحاکم و صححه عن ابن مسعود قال ماراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن و ماراہ  
المسلمون سیئاً فہو عند اللہ سئی و قد رای الصحابہ جمیعاً ان یتخلف ابوبکر فانظر الی ما صحیح  
عن ابن مسعود و ہو من اکابر الصحابہ و فقہائہم و متقدمہم من حکایۃ الاجماع من الصحابہ  
جمیعاً علی خلافتہ ابی بکر (الی قولہ) سیما و علی کرم اللہ وجہہ من حکلی الاجماع علی ذلک ایضاً کامیابی عنہ  
انہ لما قد مر البیوۃ سئل عن مسیرہ ہل ہو بعد من الذی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر مبالغہ  
ہو و بقیۃ الصحابۃ لا بی مکبر و انہ لم یختلف علیہ منہم اثنتان انتہی۔ پس جب حضرت امیر و ابوبکر  
ایسے اکابر صحابہ خلافت صدیقی پر اجماع صحابہ نقل کریں اور یہ فرماویں کہ جماعت صحابہ سے دو شخصوں میں بھی درباب خلافت  
صدیقی اختلاف نہیں ہوا۔ تو اہل فہم و تدین کے لئے کون سا محل انکار و انحراف باقی رہا۔ اگر اس کے ساتھ یہ ضمیمہ بھی ملا  
دیا جائے کہ حاکم بعض اکابر شیعہ نے محکوم بتشیع فرمایا ہے کما ذکرہ فی منہجہ الکلام ص ۱۹۳ تو حضرت شیعہ کے لئے  
بشرط انصاف بخر تسلیم کے کوئی چارہ نہیں۔ اب ہم ایک عبارت سفینۃ النجاۃ مولفہ ملا علی رضا شیرازی شیعہ سے  
نقل کرتے ہیں جس سے منقرضوں کا کذب صریح معلوم ہو جائیگا۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہو جائیگی کہ حضرات اکابر شیعہ کے  
اقوال میں بوجہ اسکے کہ ان کو پس بولنے سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کے اقوال میں کس قدر تعارض و تہافت ہوتا ہے۔ کہ کوئی  
حضرت سعد کا زمانہ صدیقی میں بامر صدیقی مقتول ہوا نقل کرتا ہے اور کوئی خلافت فاروقی میں۔ اور پھر حضرت فاروق پر  
الزام لگاتے چنانچہ علی رضا شیرازی کی صادق البیان ملاحظہ فرمائیے، شیخ ابن حجر متقدم در کتاب اصابہ در معرفت صحابہ  
چنین گفتہ کہ سعد بن عبادہ بعیت بر سچکپ از ابی بکر و عمر نکرد و نتوانستند اورا در بعیت خود آوردن بواسطہ کسرات اقوام و  
عشایر و لہذا میں گفتہ کہ عمر در زمان خلافت خود سعد را در مدینہ دید و باو گفت داخل شو در بعیت ما۔ یا از میں بلدیروں رو۔  
و سعد در جوابش گفت حرامست بزمن کہ بودہ باشیم در بلدیکہ تو امیر آن باشی۔ بعد از اس سعد از مدینہ نشنام رفت و اورا قبیلہ  
بسیار سے بود در نو، حج و شوق و در انجا اسرے برد و در ہر تہمتہ با طائفہ از قبیلہ خود سے بود۔ و روز سے از دہے بدھے و بگریے  
رفت ناگاہ اورا از پشت بانے کہ در سرا راہ او بود نیز سے زد و باں تیر کشتہ بود تا اس جا بود کلام شیخ ابن حجر۔ و بلا درسی در

۳۲

اور اگر چہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خرم و احتیاط کا درجہ فوت سے بڑھا ہوا ہے حازم خطاط پیش آئین خطرات پر ہمیشہ باوجود ضعف کے بھی غالب رہتا ہے اور



کہ حضرت عمرؓ کی تنگی کے باعث مدینہ کو چھوڑنا اور پھر حضرت عمرؓ کے ماتحتوں کے علاقہ میں رہنا قرین عقل نہیں ہے۔  
اب ہم اکمال نے السماء الرجال کی عبارت نقل کرتے ہیں جس سے حضرت سعدؓ کے انتقال کی کیفیت معلوم ہو جائیگی  
وومات مجور ان من ارض الشام سبعتین ونصف من خلافة عمر سنہ خمس عشر وقیل مات  
فی خلافة ابی بکر سنہ احدى عشر ولم یختلفوا انه وجد میتاً فی مغتسله وقد اخض حبیة  
ولم یشیخ واموتہ حتی سمعوا قائلًا یقول ولا یرون احداً **شعر**

نحن قتلنا سید الخرج سعد بن عبادہ ورمیتا البسمین فلم یخط فوادہ،

فبقال ان الجن قتله انتہی عرض اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ خواہ خلافت صدیقی میں ان کا انتقال ہوا ہو یا زمانہ  
فاروقی میں گریچہ اول قول مردود و ضعیف ناقابل قبول اور ثانی قول صحیح و عند الاعلام مقبول ہے۔ کما جیل علیہ  
لفظ قیل بلا خلاف احدی وہ اپنے غسخانہ میں مردہ پائے گئے۔ سارا بدن سبز ہوا تھا۔ اور زخم کا کوئی نشان  
نہیں تھا۔ اور تاریخ سیوطی میں بھی خلافت عمرؓ میں ان کا انتقال لکھا ہے عبارتہ مات فی ایام عمر رضی اللہ عنہ  
من الا علام غنہ بن غزو ان والعلاء بن حضری و قیس بن السکن والبرخافہ والا الصدیق وسعد  
بن عبادہ الخ قطع نظر اسکے کہ خلافت صدیقی میں حضرت سعدؓ کا انتقال ہونا یہ قول ضعیف و شاذ و جہور کے خلاف ہے۔ بلکہ  
علمائے شیعہ بھی خلافت فاروقی میں انتقال کرنا بیان کرتے ہیں۔ کما قال الشیرازی والجلسی، واقعات کے بھی خلاف معلوم ہونا  
ہے۔ حضرت صدیق کی خلافت کا پہلا سال نو مرتدین عرب کے قتل و قتال میں ختم ہو گیا۔ شام کا علاقہ فتح کب ہوا کہ حضرت  
سعد وہاں گئے اور فوراً ان کے قبائل و عشائر بھی وہاں اس کثرت سے پھیل گئے۔ کہ مخالف خصوصاً حضرت سید اللہ  
ایسے بہادر و مقابلہ کی طاقت نہ رہی جس کے باعث چھپ چھپ کر قتل کرنا پڑا۔ کیونکہ جس نے خلافت صدیقی میں وفات کو  
بیان کیا ہے وہی یہ کہتا ہے کہ سلمہ میں انتقال ہوا پس نہ معلوم صاحب ظلمت کفر نے مجلسی وغیرہ محققین شیعہ  
کے برخلاف کہاں سے یہ بے پروکا اڑایا۔ اب ہم علمائے شیعہ سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کے طرفدار جو بنے  
پھرتے ہو۔ تو کیا حضرت سعدؓ موافقین جناب امیر سے تھے یا مخالفین سے اگر منکرین سے تھے۔ اور ظاہر ہی ہے کہ وہ منکرین  
جناب امیر سے تھے ورنہ بقول مختصر خود مدعی خلافت کیوں ہوتے۔ اور انکار امامت مرتضوی بھی کفر ہے پھر ایسوں کے  
قتل پر یہ شور و شغب کی کیا وجہ۔ اور دشمنان جناب امیر کی طرفداری کا کیا سبب۔ اور دشمن کی طرفداری تو عین دشمنی ہے  
اور اگر موافقین و مخلصین حضرت امیر المؤمنین سے تھے۔ تو بصورت بقول روانض حضرت عمرؓ معاذ اللہ کلوئے مرتضوی  
میں رسی ڈال کر ہر بازار کھینچتے گھیسٹتے ہوئے حضرت صدیق کی بیعت کے لئے لئے جا رہے تھے اسوقت حضرت سعدؓ  
نے اپنی قوت و شوکت سے کیوں نہیں کام لیا اور امیر المؤمنین کو کیوں نہیں اس ذلت و رسوائی سے بچایا۔ حضرت سعدؓ  
کے قلت اعوان و انصار کا غدر بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بقول مجلسی و شیرازی وغیرہ وہ ایسے ہی تھے جنہیں شیخین کا زور



کچھ نہ چلا۔ اور کڑے کمان سے مخالفت شیخین پر اڑے رہے۔ علاوہ اسکے جب تلقین واجب تھا جسکی وجہ سے جناب امیر نے سب طرح کی ذلتیں برداشت کیں۔ مگر خلط و ثلثہ کے مقابل میں ذرا چون و چرا نہ کیا۔ پھر حضرت سعد اگر وہاں مقیم نہ ہوتا تو یہ کیوں ترک تلقین و مخالفت جناب امیر کے باعث گنہگار بنے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خالین شیخین کی صورت میں حضرت سعد کی جان از رکاب کبار سے کسی طرح نہیں بچ سکتی۔ اہلسنت کے طور پر مخالفت اجماع و مخالفت خلیفہ وقت کے ترکیب چھڑتے ہیں و بطریق شیعہ ترک تلقین و ترک نصرت امیر المؤمنین کے ملزم بنتے ہیں۔ فاصحح بالبرہان ان ما افتوا علی الصدیق ھو لاء المن فاویق فی غایۃ البطلان اہل تدین آئے اور روغور حافظہ نباشد کا تماشہ ملاحظہ فرمائیے فتح السبل محقق جیلانی اور کتاب الفتن کی روایت ہے ابان بن النعب از صادق رضہ پرسید آیا در مکیں ابی بکر کسے بودہ فرمود خالد بن سعید و سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و بریدہ ہم جنہیں ششش کس از انصار ابو اہشتم و سہل و عثمان و خزیمہ و ابی و ابوالویب انہ رنفتی الکلام دیکھو ان چھہ خالین صدیقی ہیں کہیں سعد بن عبادہ کا نام ہے کسی نے خوب کہا ہے اے

ہر کز نف افگند بہاہ منیر ہم ہر ویش فتد نف تحقیر

**قولہ** مالک بن نویرہ قتل کیا گیا۔ اور اس کی خوبصورت بیوی کو خالد نے بے عزت کیا۔ مگر خالد کے ساتھ کوئی خاصصہ نہ ہوا۔ مزایکہ دیت بیت المال سے ولوائی گئی۔ **اقول** قتل مالک و کاح حضرت خالد کا اعتراض تو علمائے شیعہ مسلمان خلع کرتے ہی چلے آئے ہیں مگر حضرت مغرض توسب کے قبلہ و کعبہ بظلمہ بالجوائے اگر پذیر تو اند سپر تمام کن و آپ نے بیت المال اٹھنے دیت کی دم اور بڑھادی۔ اب علمائے شیعہ کے نفوات بنظر غور ملاحظہ فرمائیے، علی رضا شیرازی صاحب سفینۃ النجاہ مطاعن حدیثی ہیں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ دیگر از ظلمش آنکہ با اتفاق خالد بن ولید را بواسطہ زکوٰۃ بہ قبیلہ مالک بن نویرہ فرستاد و خالد بن ولید با وجود اسلام آن قبیلہ طمع در زوجہ مالک بن نویرہ کردہ اور ابہ قبیلہ اش قتل و غارت نمود و ہم در آن شب بازوجہ مالک زفات کرد و عمر بنا برالفہ لبطش با مالک ہر خنڈ سچی کرد کہ ابو بکر در حق خالد قصاص شرعی بجا آرد، ابو بکر قبول نکرد و عمر دریں باب با خالد گفت اگر بن خلیفہ شوم ہر آئینہ ترا خواہم کشت، بسبب این امر کہ از تو صادر شد، انتہی، اور خاتم المجتہدین باقر مجلسی حق الیقین میں یوں لکھتے ہیں۔ سوہم آنکہ ابو بکر جبہ حداز حدود الہی را تصنع نمود کہیہ آنکہ خالد را بعض مالک قصاص نکردہ و دیگر آن کہ حد از آنکہ خالد بازن مالک کردہ اقامت نہ نمود۔ دیگر آنکہ سائر مقتولین را خون نشان باطل کرد و قصاص و دیت نشان را معطل نمود۔ دریں کار با عمر ہم با و منکر یک است، و در تصنع قصاص خالد عمر شریک غالب است انتہی، ان دونوں عبارتوں میں جس قدر تواضع و تناقص ہے اہل فہم سے مخفی نہیں۔ ایک حضرت عمر کو مالک بن نویرہ کا طرفدار بتانا ہے۔ تو دوسرا حضرت خالد کا مددگار۔ بایں ہمہ اس جملہ سے ”و قصاص و دیت نشان را معطل نمود“ صاف ظاہر ہے کہ دیت بیت المال سے بھی نہیں دی گئی۔ اور دیت دینے کی

کوئی وجہ بھی نہیں تھی۔ کیونکہ باتفاق روایات اہلسنت و امامیہ حضرت صدیق کے نزدیک مالک وغیرہ مرتد تھے۔ اسی سے ان پر جہاد کیا گیا۔ پھر کہیں قتل مرتد سے قصاص و دیت لازم آتی ہے۔ معلوم نہیں حضرت مقرر نے کیا سمجھا کہ یہ اعتراض ایسا کیا ہے۔ یا اگر تالیف قلوب و انس اور فتنہ کی غرض سے کچھ بطور دیت وغیرہ دیا ہو تا۔ حب بھی کچھ ہرج نہیں تھا۔ بہر حال اقوال شیعہ میں اختلاف کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو جھوٹی باتوں سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھوٹے اعتراض کرنے ہیں پھر جھوٹ کی تجدید کیوں کر ہو۔ ہر کہ آمد بر اس مزید کر دلعنة الله علی کاذبین المعذنین لصحابہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کتب اہلسنت سے مالک ابن نویرہ کا ارتداد ثابت کرنا چند اس ضروری نہیں۔ اسی لئے نقطہ روایات شیعہ پر اکتفا کرتا ہوں، ملا فتح اللہ کا لکھنا ہے منہج الصادقین میں لکھتے ہیں، در عہد ابوبکر ہفت قبیلہ مرتد شدند۔ یکے فزارہ قوم علیہ بن حصین، دوم غطفان قوم مرہ بن سلمہ سوم بنی سلیم قوم خجاء بن عبدیلیل، چہارم بنی یرویہ، قوم مالک بن نویرہ۔ پنجم بعضے از قبیلہ تمیم قوم سجاح بنت منذر کہ زوجہ سلیمہ کذاب بودہ ودعوئے نبوت کرد۔ ششم قوم اشعث بن قیس۔ ہفتم بنو کنین وائل در بحرین کہ قوم حطم بودند حقتعالیٰ ہر ایشان کفایت کرد وبردست مسلمانان بقبل آمدند انتہی نعمت خان عالی کس تصریح کے ساتھ ارتداد مالک پر اجماع نقل کرتے ہیں دیگر بعد عہد مبارک آنکہ جوہر خاص و عام ارتداد ایشان را حکایت کردہ اند و اختلاف نے ندانند ہفت طاائف بودند بنو فزارہ قوم علیہ بن حصین و بنو غطفان قوم مرہ بن سلمہ و بنو سلیم قوم خجاء بن عبدیلیل و بنو یرویہ قوم مالک بن نویرہ مگر کچھ بجا تجلیس میں ہے۔ عباس بن عبد الرحیم مروی در تاریخ خود ذکر کردہ است کہ بعد از فوت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام در میان طاائف مائے عرب کشتہ نکرد۔ مگر و اہل مدینہ و اہل طاائف و سائر مردمان ہمہ مرتد شدند و از دین برگشتند۔ بعد ازاں گفتہ است کہ بنی تمیم و زبات مرتد و جمع گردید بر سر مالک بن نویرہ یرویہ و ہمہ قبیلہ یرویہ برگشتند بکفر خود انتہی۔ مجمع البحرین میں ہے اصحاب الردۃ علی ما نقل کا فواضلین صنف ارتداد عن الدین و کافوا طاائفین احدہما اصحاب مسلمہ والاخری ارتداد عن الاسلام و عادی علی ما کافوا علیہ فی المحاہلۃ واتفقت الصحابہ علی قتالہم و سبیہم واستولد علی علیہ السلام منہم الخنفیہ والصف الثانی لم یؤتد و اعن الایمان و لکن الکفر و افرض الزکوۃ و دعوا ان خذ من اموالہم خطاب خاص بنو ماذہ صلی اللہ علیہ وسلم انتحی بلفظہ نقلا عن منہج الکلام۔

ان عبارتوں سے شیعوں کے مالک کا حال بخوبی واضح ہو گیا کہ آپ رئیس المرتدین تھے اور منہج الصادقین و مجمع

لہ انکار وضیت زکوۃ کو انکار عن الایمان نہ کہنا عجیب بات ہے۔ کیا ایمان تصدیق امام جابرہ البنی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کہتے۔ یا

فرضیت زکوۃ ما جاء به البنی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل نہیں ہے ۱۲ منہ غفر اللہ۔

المجرن سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلافت صدیقی خلافت راشدہ تھی نہ خلافت غاصبہ۔ ورنہ خلافت غاصبہ کی ناجائز جہاد پر اظہارِ خوشی کا کیا موقع ہے۔ اور اس کے سیاسی تصرف کب حلال ہے کہ خیاب امیر نے حضرت خفیفہ کو خود ہی بتایا یاجن کے لطن سے محمد بن خفیفہ وغیرہ ایسی حلیل القدر اولاد مرقضوی پیدا ہوئی۔ جن تو یہ ہے کہ خلفائے ثلاثہ کو غاصب قرار دینا اور پھر ان کے فتوحات کے اموال غنیمت اور قیدیوں میں تصرف کرنا جو بالکل حرام و بدتر از زنا ہے اور ان کا متصرف جناب امیر کو ٹھہرانا بتقلید ابن سبکچہ شیعیان باوقاہی کا کام ہے۔ نعوذ باللہ من خرافات الملاحدہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم جن کی تعریف میں قرآن مجید ناطق ہے ان کو تو شیعی مرتد و منافق ٹھہرائیں۔ اور جن مرتدین کا ازداد بالفاق المسنت و امامیہ ثابت ہے ان کو خلفائے ثلاثہ کی ضد پر مومن پاک فرمائیں، وھل هذا الا العناد فالنار لھم نعم المعاد، دیکھو صاحب ترجمہ سچا مجلسی صاف صاف فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ کے اسلام میں کوئی فرق نہ آیا۔ پھر شیعی خلفائے ثلاثہ و دیگر صحابہ اہل مدینہ کو متم نبفاق و ارتداد فرماتے ہیں۔ لغتہ اللہ علی الکا وین۔

علاوہ بریں بقول سر ولیم مورخ انگریزی مالک باجارت حضرت خالد ثقیول ہی نہیں ہوا۔ دیکھو سیرۃ الفاروقی پھر تو حضرت خالد سے الزام قتل براسہ ساقط ہے اور اسکے ساتھ ہی قصاص نہ لینے کا اعتراض بھی مدفوع

اللہ اعلم  
سابقہ

## عدل صا للبتجہ الصاۃ قاتل الکفرۃ والزناۃ اعد الاصحاح سید عمر بن الخطاب

قولہ عدالت آپ کی ایسی تھی کہ عمال پولیس کی طرح دھکی دے کہ اقرار جرم کرانے لگے اور بعدہ قصاص کا حکم دے دے۔ اقول حضرت آپ کی تقریریں نیز ویسوی ایسی تھیں جس طرح بعض خیراتی جمعراتی وکیل مختار دوپسیہ کے لالچ سے اپنے کسی جھوٹے منقری موکل کا جھوٹا دعوے ثابت کر لے کیلئے اٹھی سیدھی سیسوں باتیں بناتے ہیں اور دوپسیہ کے طمع میں آکر بلا لحاظ اسکے کہ عدالت ہمارے جھوٹ سچ کو ناسور لگی جھوٹوں کے زہن میں جاتے ہیں کاحول ولا فوۃ الا باللہ العلی العظیم اب آپ کی تعین ترانی شئے قولہ ذخایر العقباء میں ہے کہ ایک عورت سے آپ نے دھکی دیکر اقرار جرم کرایا۔ اور اسکے قصاص کا حکم دیا جب اسے قتل کرنے کو لگے جاتے تھے۔ تو راہ میں اس کے نصیب سے حضرت علی علیہ السلام ملے۔ حضرت نے سب حال دریافت کیا۔ اور بعدہ اس کو لٹے ہوئے حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ تم نے اقرار اس کا دھکی دیکر لیا تھا۔ آپ نے اقرار کیا تب مولیٰ نے حدیث نبوی یاد دلا کر فرمایا کہ اس پر قصاص نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس وجہ سے وہ عورت خلاص ہوئی۔ اقول منقریات مقلدین ابن سبا سے ہمہ پسر احتجاج بے سود ہے۔ اور اس کتاب کا ایسے ہی لوگوں کی تصنیف ہونا خود اسکے نام سے ظاہر ہے۔ شاید ہم پہلے کہیں کہ

چکے ہیں۔ کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدگوئی اور ان پر افتراء و بہتان کو بجز اتباع یہود کے جسکے نشان میں آیت کریمہ وَلَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وارد ہے۔ اور کون شخص اپنی عاقبت کا دشمن بنایگا۔

اب واضح ہو کہ عدالت فاروقی پر اعتراض کرنا آفتاب پر خاک ڈالنا یا آسمان پر ٹھوکانا ہے۔ حضرت عمر کی عدالت کچھ ایسی مخفی چیز نہیں ہے جس کا کوئی اندھا بھی انکار کر سکے۔ بہر کیف اب ہم انگریز مورخین کے بعض اقوال سیرۃ الفاروق سے نقل کرتے ہیں مثلاً یہ ہے۔ ”سروہمیدو حضرت عمر کی طبیعت کی نسبت ایک آخری اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-“سادگی اور فرض کا ادا کرنا اور ان کے دور انہما اصول تھے۔ اپنے بڑے عہدے کے فرائض ادا کرنے میں انصاف، اور بے غرضی اور بے طرفداری اور کمال مصروفیت کے سبب سے وہ ممتاز تھے۔ الخ

ابن عبدین اسلام کو اس سے بھی شرم نہیں آتی کہ یہ تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دن رات خدمت کریں اور دوسرے مذہب کے لوگ مدح و ثنا فرمادیں۔ بلکہ یہ روایات و یقین ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو مشابہ سیدنا ابراہیم اور حضرت فاروق کو مشابہ بسیدنا نوح علیہم السلام فرمایا۔ صاحب منشی الکلام و جملہ اللہ دار السلام اسی حدیث کی نسبت لکھتے ہیں۔ و محتجب نماذک کہ تمنا ابن جہو ناقل اس روایت نیست۔ بلکہ جو مؤرخین ایسا نیز روایت مے کنند۔ چنانکہ بر تصفیچین تفسیر کنز العرفان و تفسیر تخریر الدین رازی امامیہ مثل بدیہیات اولیہ است۔ دریں مقام بر عبارت رازی نفاست مے کشم کہ روایت است کہ در روز بدر مقتدا و تن اسیر گرفتہ بودند از ابنجد عباس و عقبیل بودند حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم در باب ایشان با اصحاب مشورہ کرد ابو بکر گفت کہ اکابر و اصاغر اس قوم آفتاب و عشا تر تواند۔ اگر بقدر طاقت و استطاعت فدائے بدنہ باشند کہ روز سے بدولت ہدایت برسند و حالاً عدد و مدد مسلمانان زیادہ شود۔ عمر گفت یا رسول اللہ انہاں تکذیب کردند ترا و پیروں کردند۔ اس ما ائمہ کفر اند ہمہ را بفرمانی تا گردن زند و مگر از ایشان خسدارا عقبیل را بجلی سپار و عباس را بچمرہ و فلاں را بمن تا گردن ازیم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ حق سبحانہ تعالیٰ دہائے مردم را گاہست کہ نرم میبازد و برتریم کہ نرم تر از شیر است و دیگر دہائے باث کہ سخت تر از سنگ است مثل تو اے ابوبکر جہاں مثل ابراہیم است علیہ السلام کہ گفت من تبعنی فانہ منی و من عصانی فانک غفور رحیم و مثل تو اے عمر سچو مثل نوح است و قتیکہ گفت رب لا تدر علی الارض من الکافرین دجالاً و اس دو حالت کہ نرمی و سختی است کہ از انبیاء علیہم السلام صادر میشود و بحسب مقام و مقتضائے وقت خواست چہ بعضے از کفار ہستند کہ بسیار شدید اند و کفر و ایمان از ایشان متوقع نیست و نہ از اعتقاد ایشان آنجا استیصال مناسب است و دل سختی و اگر محلات این است نرمی و خوش خوئی بعد از این آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اصحاب را اگر خواہید کشید و اگر خواہید دیت کشید ایشان دیت را اختیار کردند انتہی کلامہ تا ملاعن کنز العرفان۔ اسٹی مانی المنتہی۔ اور بیہیات اہل علم پر روشن ہے کہ تشبیہ

مشبہ بہ میں اکمل و اشرف ہوتی ہے تو کیا مترفعین سیدنا نوح علیہ السلام و الصلوٰۃ کی طرف بھی فسوت و ظلم و تعدی کو منسوب کرینگے۔ اور کیا اس بنا پر کہ مالک الملک و الملوکوت عرشانہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔ جناب باری کو بھی شریک ظلم فرمائینگے۔ بلکہ بوجہ اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قتل اور اغذ ویت کا اختیار کر دیا۔ آپ کو بھی قساوت میں حضرت فاروق کا شریک ٹھہراوینگے۔ علاوہ اسکے اگر کوئی نعم سے کام لے تو مترفع کی مختلفہ و منقولہ روایت سے ہی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عدل و انصاف کدرجہ کا تھا۔ کہ اگر کبھی آپ سے بمقتضا عے بشریت باعث و ہول حکم شرعی کوئی خلاف شرع کام ہو جانا۔ تو متنبہ کر دینے سے فوراً اس سے باز آجاتے اور ساق فجار و ظلمہ اشرا کی طرح جان بوجھ کر مخالفت خداوندی پر اڑے نہیں رہتے۔ دیکھو فقط جناب امیر کے حدیث نبوی کو یاد دلاتے ہی آپ نے اپنا حکم مسترد فرما دیا۔ اگر آپ کا یہ حکم ازراہ ظلم و بے رحمی و تعدی احکام خداوندی ہوتا۔ جیسا کہ کتنے عمال پولیس کی روش ظالمانہ و جاہلانہ سے ہویدا ہے اور کتنے وکیل و مختار کے طریقہ عامیانہ سے ظاہر کہ خواہ مخواہ حق پوشی و مافوقی پڑھ ہی پر کمر بستہ رہتے ہیں۔ ان کو نہ حق سے سروکار اور نہ ناحق سے پرہیز و وپسیدہ کمانے کیلئے کتمان حق کے دریے ہوتے ہیں۔ اور حکام کو مخالط میں ڈالنے کیلئے میں بائیں شاہیں کئے جاتے ہیں اعاذنا اللہ من شئ و ہمہ نوقفظ جناب امیر کی یاد دہانی سے آپ کو اپنے ارادہ سے باز آنے کی کوئی وجہ نہیں تھی حضرت شیعہ یہ تو فرما ہی نہیں سکتے۔ کہ جناب امیر کے خوف سے حضرت فاروق نے اپنا حکم نافذ نہ کیا۔ کیونکہ بزرگ باطل شیعہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے خوف سے تمام عمر توبے چارہ جناب امیر کی تقیہ میں گئی۔ خلافت غصب ہو گئی۔ امامت چھین گئی۔ قرآن محرف ہو گیا۔ دین میں بالکل تغیر و تبدل آگیا حضرت عمر نے ام کلثوم بنت رضوی کو غصباً لے لیا۔ بیعت صدیقی کیلئے دشمنان جناب امیر کے گلے میں رسی ڈالکر گھسیٹتے ہوئے دار الخلافہ میں لے گئے۔ چنانچہ صاحب حسلہ حیدری عالمہ اللہ لعلہ لکھتا ہے۔

بدستِ عمر بود یک رسیاں دگر در کفِ خالدِ پلواں

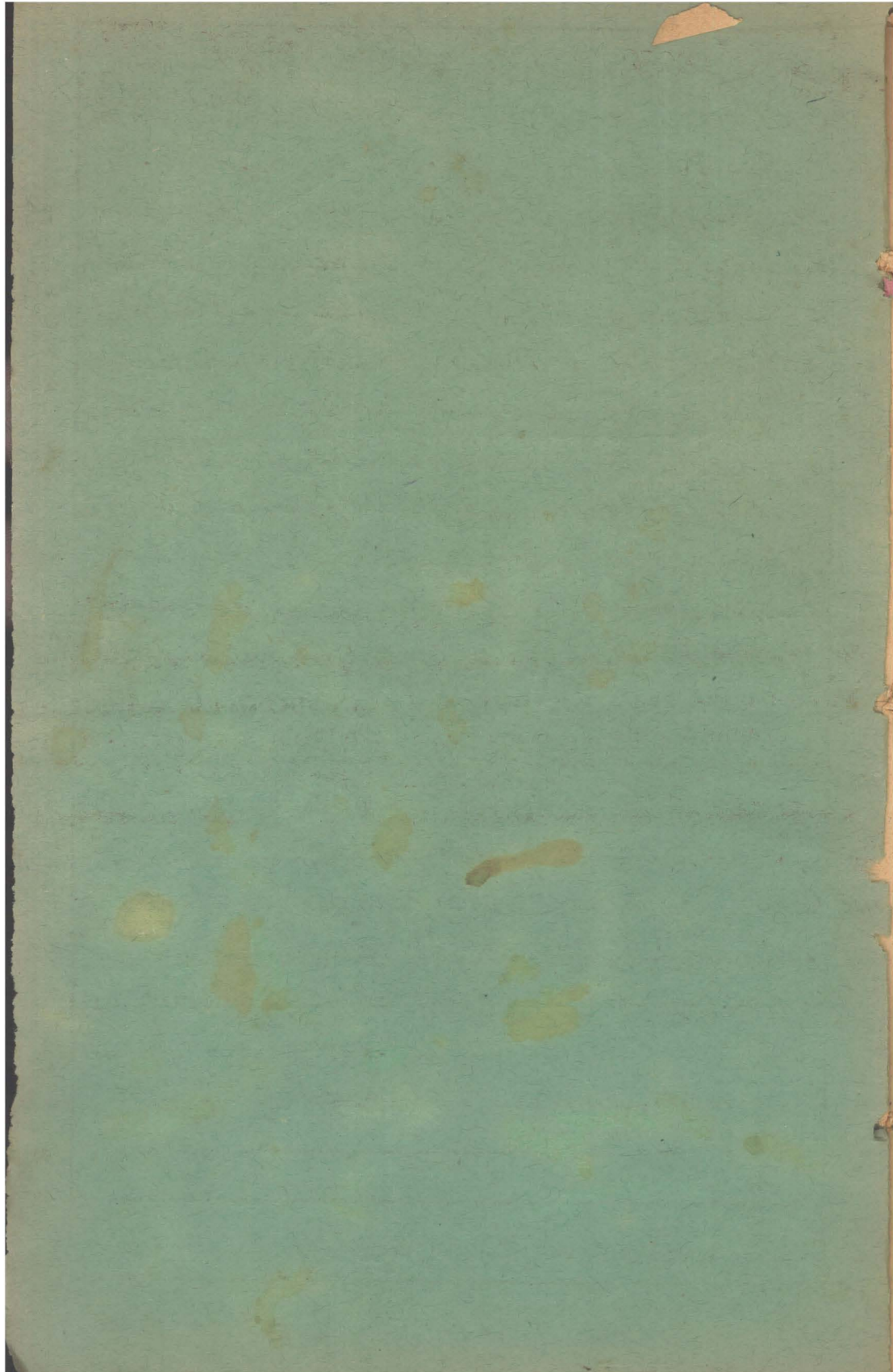
نگذند در گردنِ شیر نر کشیدند اورا بر بوبکر

پھر ایسے وقتوں میں کہ عزتِ امرو۔ دین و نیا سب کا سامنا تھا۔ حضرت کی عزت و عظمت و شجاعت و ہیبت کہاں چلی گئی۔ نوز بائد من بقوات الدجا جلعہ اور الحمد للہ کہ یہ سب روائیں المہنت کے نزدیک مخترعات زمانہ و ملاحظہ ہو سے ہیں۔ جو حب المہنت کے سپر ایہ میں دشمنان المہنت نے شائع کی ہیں۔ دیکھئے الفحوائض فی بزیان جاری و مقتضات درو غور و حافظہ نباتہ۔ ایک طرف تو علما شیعہ مطاعن خلفائے ثلاثہ میں اس قسم کے خرافات بکتے ہیں جنکے سننے سے کینہ سے کینہ کے بھی رو گئے کھڑے ہو جاتے ہونگے۔ اور جہاں کمالات مرتضوی کو بیان کرنے لگتے ہیں۔ تو پھر نہ پوچھئے زمین و آسمان کے قلابے ملا تے ہیں۔ اور اپنی کھپلی رام کسانیاں سب بھول جاتے ہیں۔

اب افادات مجلسی کو ملاحظہ فرمائیے حتیٰ یقیناً میں درباب طریق اثباتِ امامت از قدام فرماتے ہیں "چہارم  
 اکمل حق تعالیٰ دوست و دشمن را ہمہ مجبور و مجبول بر تطہیم ایشان ساختہ حتیٰ خلفائے جور و امراء ایشان کہ نہایت  
 عداوت بالایشان داشتند تفہیم و توقیر ایشان سے نمودند و انکارِ جلال و فضل ایشان سے نمودند۔ چنانچہ خلفائے ثلاثہ کہ  
 غضب حق امیر المؤمنین نمودہ بودند در ایام امامت خود ظاہر اور اعزاز و اکرام آنحضرت و حسین علیہم السلام نہایت مہارت  
 سے نمودند و ہم جنس معاویہ با آنکہ نیائے کلاش بر فساد و عناد بود باز انکا فضیلت و مناقب آنحضرت سے نمود و بغیر شرکت  
 در قتل عثمان فسقے آنحضرت نسبت سے داد و بہہیں قانع بود کہ حضرت امارت اور باقی بدارد و اقرار کند خلافت آنحضرت  
 و بیعت کند و مکر و مناقب و فضائل آنحضرت را در حضور او مذکور سے ساختند و انکار سے کرد۔ انتہی" نیز مجلسی آخر بحث  
 میں لکھتے ہیں۔ پس معلوم شد کہ از معجزات امام و شواہد امامت اس سے کہ حق تعالیٰ محبت ایشان را در دل دوتاں  
 و مہارت ایشان را در دل دشمنان سے آنگذد کہ طوعاً و کرہاً در حیات و ممات تطہیم ایشان سے نماید۔ انتہی، کوئی عاقل اس  
 جمع بین الضدین کو دیکھے۔ اگر مطاعن کو سپردے۔ تو معجزات امام و شواہد امامت کا بطلان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور  
 معجزات کے تسلیم سے مطاعن کی تکذیب لازم آتی ہے اب لہجوائے من انتہی ببلتین فلیختار اھو فیہما مقتضای  
 عقل و محبت اہل بیت تو یہ ہے۔ کہ ان حجرات و دلائل امامت ہی کو تسلیم کیجئے اور خرافات ملاحدہ و زنادہ پر شک ڈالئے  
 جس میں اہل بیت کی آبر و تو خدا خدا کر کے بچے۔ خلافت نہ ملی تو بلا سے اس کو جانے دیجئے۔ یوں تو خلافت بھی گئی۔ اور آبرو  
 بھی جاتی ہے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اب ہم ان ہی شواہد امامت و معجزات امام کو بطریق قلب حقیقتِ خلافت خلفائے ثلاثہ کی دلیل قرار دیتے  
 ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ باتیں بالغ و جوہ تمام و کمال خلفائے ثلاثہ کو حاصل نہیں۔ جس طرح حضرت معاویہ با اس ہمہ عت و قلبی  
 (بقول روافض) خباب امیر کے شان میں جہانہ خلافت رضوی کلمات ناشائستہ استعمال نہ کر سکے۔ اسی طرح خباب  
 امیر کو بھی خلفائے ثلاثہ کی خلافتِ راشدہ میں با اس ہمہ شجاعت و بہادری بجز سکوت و تسلیم کے کوئی چارہ نہیں تھا۔ اور طوعاً و  
 کرہاً متبع خلفائے ثلاثہ بنے رہے کبھی خلافت میں لب ہلانے کی جرأت نہ ہوئی۔ بخلاف خباب امیر و حضرت معاویہ کے  
 رضی اللہ عنہم کہ ان کے باہمی مشاجرات و مقالات محتاج بیان نہیں ہیں۔ اسی واضح اور مسلمہ دلیل پر بھی شیعہ خلافت  
 راشدہ کو خلافتِ مخصوص کہیں تو یہ خوبی عقل و فہم ہے۔

اذا لم یکن للمرء عین صحیحۃ فلا غم وان یزتاب والصباح مسفر





Regd. No. L. 2650.

January 1939.

---

Printed at the Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahamad Bugwi,  
Editor & Printer and Published by him from the Office of  
"Shams-ul-Islam", Bhera.

---